رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ شیعہ سنی نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ ہجری | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۳	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ	جلد ۱۲

(۱) شکریہ قوم الحمدللہ کہ قوم نے میری استدعا کو تہ دل سے منظور کیا اور ویلو کی زحمت سے محفوظ رہا چندہ اصلاح ۱۳۲۶ھ بذریعہ منی آرڈر عنایت ہو رہا ہے خریداری کی اکثر حضرات لکھتے ہیں مگر بعض حضرات نے توجہی فرمائی ہیں لہذا بکمال ادب ملتمس ہوں کہ کسی قسم کی تحریر ہو خط یا منی آرڈر نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں۔

(۲) امید ہے جن حضرات نے ابتک توجہ نہ فرمائی۔ وہ بھی توجہ فرما کر چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائیں یا ویلو کی خاص اجازت دیں۔

(۳) اگرچہ جیسا کہ ۲ میں عرض کیا تھا یہ نمبر صرف اونہیں حضرات کے پاس جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہے مگر بعض مستثنیات بھی ہیں۔ لہذا نہایت ادب سے ملتمس ہوں کہ کل حضرات توجہ فرمائینگے۔ کیونکہ دفتر کا انتظام پہلے ابتر ہو رہا تھا اور اب ہزاروں کوششوں پر یہ کامیابی ہو رہی ہے کہ پہلے ہفتہ میں پرچہ روانہ ہوتا ہے لہذا جبتک آپ امداد فرمائینگے مجھے قومی خدمتوں کا زیادہ موقع ملیگا۔

نمبر شمار	رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی		تعداد	میزان
بقیہ ۳	جناب چودہری سید نظیر الحسن صاحب رئیس مہابن ضلع متہرا ۹۰۶۱	۱ حصہ	صہ	عہ
۵	جناب سید فصیح الحسن صاحب خلف جناب سید تہذیب الحسن صاحب انسپکٹر سالت رئیس نہٹور ضلع بجنور	۱ حصہ	عہ	عہ
۶	جناب سید فضل حسین صاحب تحصیلدار چونیاں ضلع لاہور	۱ حصہ	ھہ	۱۰
بقیہ ۹	جناب مولوی سید علی اکبر صاحب پیشنماز ڈبائی ضلع بلندشہر	۱ حصہ	صہ	عہ
۲۹	مکرر جناب سید تراب حسین صاحب ولد جناب میر نصیب علی صاحب متوطن قصبہ اول ضلع متہرا حال مقیم بمبئی [illegible]	۱۰ حصہ	صہ	۱۰
				صہ عہ

نوٹ پہلے آپنے ۵ حصہ کی خریداری منظور کی تہی مگر از راہ کمال قومی ہمدردی ہو با ۵ بہی ۵ حصہ خرید اجملہ ۱۰ حصہ ۱۲ ۱۶

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

حق یہ ہے کہ روپیہ کا معاملہ نہایت اہم معاملہ ہے۔ ہم نہیں کہ سکتے ہمارا کیا حشر ہوگا۔ مرزا حیرت نے اسلامیہ کمپنی
کے نام سے لاکھوں روپیہ لیا اور اصلی سرمایہ سے معہ ۲۵ فیصدی منافع تقسیم کیا جس سے ہزار ہا حصہ داروں کی
کثرت ہوئی لاکھوں روپیہ جمع ہوا۔ مگر جب بابو سجاد حسین صاحب نے عدالت میں نالش کر دی تو اُنکا یہ کرشمہ
کھلا کہ اصلی سرمایہ سے منافع تقسیم کرتے تھے اب پانچ ہزار کی ضمانت میں ہیں نتیجہ اس مقدمہ کا آیندہ لکھا جائیگا

اڈیٹر وطن نے بھی ایک کمپنی قایم کر رکھی ہے بقول مرزا حیرت یہ بھی ایک چال ہے۔ مگر ابھی تک حقیقت نہیں معلوم ہو

اخبار وکیل نے بھی ایک کمپنی کھولی اور سرمایہ فراہم ہو رہا ہے ایجنٹ اوسکے دورہ کر رہے ہیں

قوم سے یہ حالات پوشیدہ نہیں کیونکہ خریداران اصلاح کمتر ایسے ہونگے جنکی نظر ان اخبارونپر نہ پڑتی ہو
اور ان اخبارونسے ان کمپنیونکا حال یہ معلوم ہے کہ کس کس قسم کی چالبازیاں ہوتی ہیں۔

پھر **اصلاح پرنٹنگ کمپنی** میں کونسا سرخاب کا پر لگا ہے جو اسکو متدین ایماندار سمجھکر مومنین متوجہ
ہوں یہ خیال میرے لئے بھی تسکین دہ ہے اور قوم کی طرف سے بھی عذر کافی ہے۔ کیونکہ چو از قومی یکے
بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

مگر فرق ہے تو یہ کہ مقدم الذکر حضرات نے اگر قوم کو تباہ کیا۔ قوم کا مال لیا تو اپنا پیٹ بھر پور بھرا کیونکہ کوئی
حصہ سو روپیہ سے کم نہیں۔ سرمایہ کی مقدار لاکھ ۔ ۲ لاکھ ۔ ۳ لاکھ فراہم کی۔ لہذا اگر قوم کو خسارا ہوا
تو ہوا مگر ایک کا بھلا ہوا۔ (خدا لعنت کرے ایسے بھلے پر)

ہمکو کیا ملا کہ ۵ ماہ کی فریاد پر [illegible] اگر خدانخواستہ بد دیانتی کی تو کیا **بارہ سو** روپیوں پر جسکے
مطلب یہ ہوئے کہ بیس برس کا یہ ریاض۔ اپنی نیک نامی۔ اپنی قومی خدمتونکو اس رقم قلیل پر نثار
کیا۔ اس سے بڑھکر کونسا خسران مبین ہو سکتا ہے حالانکہ اس مقدار قلیل کی ادائگی تو خود دفتر
اصلاح کی موجودہ کتابیں کافی ہیں۔ علاوہ جائداد آبائی کے۔

اور اگر بد دیانتی نہ ہوئی جیسا کہ فضل خدا سے امید ہے۔ تو میں اس رقم قلیل میں کیا کر سکتا ہوں
نہ مشین آسکتی ہے جسکی تخمینی قیمت پانچ ہزار ہے۔ نہ کاغذ آسکتا ہے نہ پتھر نہ ملازمین رکھے جا سکتے ہیں
جسکا پانچ ہزار تخمینہ کیا گیا تھا۔ اور پندرہ ہزار سرمایہ محفوظ قرار پایا تھا کہ دس ہزار سے کام لیا جائے
نفع نقصان دیکھکر بقیہ سرمایہ محفوظہ سے کام لیا جائیگا۔

اسکا نتیجہ آخر میں وہی الزام ہے کیونکہ اس حساب سے اگر قوم متوجہ ہو تو پچیس سال مین پچیس ہزار فراہم ہوگا اس مدت تک زندگی کا کیا اعتبار اور یہ رقم پانچ پانچ دس دس روپیہ کی کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے۔ بجز اسکے آپ کا غذ مین ہی ضرور یہ رقم دیکھینگے کہ کسی مہینہ مین عہ آیا کسی مہینہ مین صہ مگر جو شخص کاروباری ہو کیونکر روزانہ کے چار پانچ روپیہ کو محفوظ رہ سکتا ہے۔

لہذا اگر قوم ان دو پہلوؤں پر غور کرے تو مجھے امید ہے کہ میرا بھی بہلا ہو قوم کا بھی

(۱) یا تو ہمت مردانہ سے کام لیکر ۲۰ ربیع الثانی تک پچیس ہزار کا سرمایہ جمع کردے

(۲) یا جن حضرات نے حصے اسکے خریدے ہین وہ واپسی روپیہ کا حکم دین کہ ۱۲ رجب تک ادا کر دیا جائے۔

قوم کو مین مطمئن کر چکا ہون النسب رقمونکے ذمہ دار والد علام فخر الحکما دام ظلہ ہین جنکی شہرت و عظمت ضمانت کیلئے کافی ہے اور جناب ممدوح صاحب جائداد بھی ہین جس سے بخوبی پچیس ہزار روپیہ کی رقم وصول ہو سکتی ہے۔

اسکا بھی وعدہ کر چکا ہون کہ پانچہزار روپیہ فراہم ہونے پر اسکی رجسٹری بھی کرائی جائیگی۔

ڈائرکٹرونکا نام بھی لکھ چکا ہون کہ جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی جناب مولوی سید بو ریر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ جناب سید محمد عسکری صاحب زمیندار جناب سید حیدر حسین صاحب مینجر شیعہ مسلم ہرالڈ فقیر علی حیدر اسکے ڈائرکٹر ہین

منافع کی بھی تشریح کر چکا ہون فیصدی عہ سالانہ کی امید ہے۔

قسم تجارت بھی معین ہو چکی ہے کتب دینیہ کی تجارت ہوگی نایاب کتابین چھپینگی۔ ترجمہ ہوگا اور رہا ہے اب اسکی ضرورت و عدم ضرورت کا سمجھنا قوم کے ہاتھ مین ہے۔

بعض احباب کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگون نے حصہ داری منظور کی بخیال کمپنی نہین حصہ دار ہوے بلکہ محض بخیال اعانت اصلاح کہ یہی قوم نے اسکی خاطر داری کی حالانکہ مین تقسیم شرعی عرض کرتا ہون کہ میرا یہ خیال نہین ہے بلکہ قوم کو نفع پہونچانا چاہتا ہون۔ باانیہمہ اگر یہی خیال ہے تو کاش پوری رقم فراہم کر دی جاتی پھر دیکھا جاتا یہ خادم قوم کیا کرتا ہے۔ قوم کا مال ہضم کر جاتا ہے یا کچھ دیانت سے کام لیتا ہے۔

مین امید کرتا ہون کہ اب اس بارہ مین کچھ لکھنا نہ پڑے ڈیڑھ ماہ کی مہلت کافی ہے پیتیس بیاسی اشخاص بہی اگر آمادہ ہوجائین اور ہزار ہزار کی رقم بلیا لگی تو دیرین تو کوئی بڑی بات نہین والسلام

سرقۂ اصلاح

گذشتہ نمبر مین طریقہ روانگی اصلاح لکہہ چکا ہون اوسکے بعد اتفاقاً جناب مولوی سید زکی حسن صاحب رئیس کھوہ سب رجسٹرار سیوان ضلع سارن سی معلوم ہوا کہ اونکا ملازم ایک پرچہ ڈاکخانہ سیوان سی لایا جو غیر معمولی تہا جناب ممدوح نے اسکی تحقیقات شروع کی تو معلوم ہوا بہت سے پرچے اسیطرح ضایع ہوتے ہین چنانچہ ایک ملازم پوسٹ آفس معزول بہی کیا گیا بعد کو معلوم ہوا پوسٹماسٹر صاحب سیوان سنی ہین اور سنی بہی متعصب اور یہ کارروائی فوری اونہون نے اپنی حفاظت کیلئے کی ہی کہ حکام بالا کو جواب دینے کا موقع ہے۔ بہت سی پرچے کا پتہ لگی دوکان سے برآمد ہوئے۔ پوسٹماسٹر جنرل کو ان حالات کی اطلاع بھی دی گئی ہے جس سی امید ہے کہ آیندہ کیفیت انسداد دیکھ

اب جن حضرات کو کسی قسم کی شکایت ہوا و نہین لازم ہے کہ جہان دفتر اصلاح مین ایک پوسٹ کارڈ شکایت عدم وصول کوئی نمبر تحریر فرمائین وہان ایک بیرنگ خط سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات صوبہ بہار دانا پور کے نام بہی ضرور تحریر فرمائین۔

دفتر رفع شکایت اور تحریر جواب و روانگی پرچہ سے مکرر سہ کرر۔ اب اسقدر زیر بار اور عاجز آگیا ہے کہ کسی طرح عوض نہین کرسکتا۔ لہذا اب آیندہ سی مکرر پرچہ بیرنگ روانہ ہوگا۔

انعامی رسالہ ارسال الیدین جو بعد وصول منی آڈر خاص طور پر روانہ ہوتا ہے اوسکے متعلق بہی بہت سی شکایتین آچکی ہین۔ لہذا یہ بہی آیندہ سی بیرنگ روانہ ہوگا کہ محصولی ہونیکے باعث سے تلف نہو۔

معذرت

اس نمبر کا حجم بہی بڑہ گیا کہ ۴۸ صفحہ ہوگیا اسوجہ تنقید بخاری۔ الامامتہ۔ نہ شایع ہوسکا انشاءاللہ سے دونونکی اشاعت حتماً شروع کردی جائیگی بہتسے ضروری مضامین سی مجبوری ہوئی اکثر بہتسے ضروری مضامین رہ گئے۔

قبول حق جناب اخلاص خانصاحب تاجر ۱۹۹ الہ باسد ہاسے لکھتے ہین کہ جناب باول خلن

بہت دیر مین ختم ہوا کیونکہ وہ بہانا [illegible] سنی جماعت عنادی اور جوش بھی تھی -
چند روز قبل اربعین سے شہر مین مختلف قسم کی خبرین اس فساد کی مشہور ہونے لگین جسکے
حکام مقامی کو خاص انتظام کرنا پڑا بخیال حفظ امن آٹھ سو مسلح پولیس باہر سے بلائی
گئی - دو روز قبل اسکا اعلان کر دیا گیا کہ صبح سے ایکبجے تک سنی حضرات اپنے تعزیے اوٹھائنگے
اور دو بجے سے شام تک شیعون کے لئے مخصوص رہیگا - شب اربعین ہی سے کل حکام انتظام
مین مشغول تھے - بروز اربعین علی الصباح معمولی اور اسلحہ بند پولیس ہر سڑک پر متعین
ہوئی - اور افسران پولیس و حکام مقامی ہر جگہ گشت کرنے لگے - ادہر یہ سب انتظامات
ہو رہے تھے کہ معلوم ہوا عیش باغ کی عیدگاہ مین مولوی (اور بقول لفٹنٹ گورنر
صاحب منشی عبد المجید صاحب فرنگی محلی کی صدارت مین بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا - ایک
چھوٹا سا تعزیہ کہین سے لایا گیا - چار یاری نظمین یاد کیجانے لگین اور یہ قرار پایا کہ دس بجے یہ
نظمین پڑھتے ہوئے چلین تاکہ بارہ بجے تک نخاس پہونچکر شیعون سے دست و گریبان ہون ۹
بجے یہ خبر کوتوالی مین پہونچی کہ ایک انبوہ کثیر ہزار سنیون کا تعزیے لئے جھنڈے پڑھتے ہوئے پھول
کٹورہ کی کربلا تک جانیکے لئے آمادہ ہے - فوراً کوتوال مع کپتان و سارجنٹ و معمولی
تعداد کانسٹبلان موقع پر پہونچے اور ان لوگونکو اس امر پر مجبور کیا کہ فوراً تعزیہ اوٹھا کر
لیچلو - انہون نے پہلے تو تاخیر کرنی چاہی جب اسمین ناکامیاب ہوئے تو اوس راستے سے
چلے جسمین شیعون سے لڑائی کرنیکا موقع تھا مگر پولیس نے اسکی بھی اجازت نہ دی اور مجبوراً
انکو دوسرے راستے سے آنا پڑا بعد اسکے مسٹر شارپ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر چاپلنگ
صاحب سٹی مجسٹریٹ اور آنریبل راجہ سر رامپال سنگھ آنریری مجسٹریٹ فوراً اس مجمع کی جانب
پہنچے دیکھا کہ قریب پل نخاس بھی جوش و خروش کیساتھ جھنڈے پڑھتا ہوا ہجوم اکبری
دروازے کی جانب [illegible] سٹی مجسٹریٹ نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جب یہ مجمع [illegible] ۱۵۰۰ آدمی سے بھی کم رہ گیا تو سٹی مجسٹریٹ اور دلالہ سری
نشار کو رخصت کر کے ساتھ لیے گیارہ بجے کے قریب یہ مجمع گول دروازہ کے قریب ہونچا
جس کی ہیئت پہلی کی سی تھی کہ آگے پولیس کے سوار کانسٹبلون کی معقول تعداد اور پیچھے سٹی مجسٹریٹ
صاحب وغیرہ جلو میں [illegible] لوگ گویا جلوس سمجھتے جب گول دروازہ میں یہ مجمع پہنچا
تو دیکھا کہ گول دروازہ پھاٹک بند ہے مسلح پولیس کا پہرہ ہے حکم ہوا دوسری طرف سے
جاؤ سامنے دوسری سڑک ہے وہاں دو راستے تھے ایک کمپنی باغ کی طرف جانیکا اور دوسرا
کوتوالی کے احاطہ میں داخل ہونے کا بند شدہ تھا اور ہمیں داخل ہونیکا حکم دیا گیا
اب بیچارہ کرتے کیا دونوں راستوں پر مسلح پولیس ننگی تلوارین لیے کھڑی تھی
مجبوراً اسمین داخل ہوئے اسوقت سب سمجھے کہ سٹی مجسٹریٹ نے کس ہوشیاری
اور عقلمندی سے سب کو گھیر لیا کہ ایک متنفس بھی بھاگنے نہ پایا۔

سٹی مجسٹریٹ کے حسن انتظام کی کسی طرح تعریف نہیں ہو سکتی کہ بجائے خوف کے سینوں کے
دل بڑھ گئے اور ذرہ بھی شک نہ ہوسکا کہ ہم گرفتار ہونگے ورنہ پولیس اور حکام کو گرفتار
کرنے میں سخت پریشانی ہوتی اور ایک بڑی تعداد اپنے و بزرگوں [illegible] خلیفہ کی پیروی
کرتے نظر آتے۔

غرضکہ جب تمام ہجوم جھنڈے والوں کا جسکی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھا احاطہ کوتوالی
میں داخل ہوگیا تو پولیس نے پھاٹک احاطہ کوتوالی جانب مغرب بند کر دیا اور سب
کو حراست [illegible] زیر حراست ہوگئے جو باوجود سعی کمال بھاگنے میں کامیاب نہ ہوئے بعد اسکے
اوس مجمع میں جو بچے اور جو ضعیف اتفاقاً شریک ہوگئے تھے اونکو نکال دیا جسکے بعد
کل تعداد [illegible] میں کی ۵۴۴ رہ گئی۔ فوراً فہرستین لکھنی شروع ہوئین ڈپٹی کمشنر
اسسٹنٹ مجسٹریٹ صاحب وغیرہ بھی وہاں موجود تھے مجسٹریٹ صاحب نے فرمان
کے بیانات لکھنے شروع کئے جو عموماً ایک ہی قسم کے تھے کہ گورنمنٹ جو کچھ کرے ہم سب
پڑھا [illegible] چھوڑ دیئے [illegible] ۱۱۵۵ آدمی تو فوراً جیل بھیجے گئے کیونکہ معلوم ہوتا تھا
اس سے [illegible] وغیرہ بعد ازاں جنگ [illegible] ہوئے۔ [illegible]

حکم دیا کہ ہر ایک ملزم [illegible] داخل کرے یا زیر حراست رہے - ملزمان نے ضمانت
کا روپیہ ادا کرنا شروع کیا اور رہا ہوتے گئے - یہانتک کہ ۲۱ صفر تک کل ملزمان مع ملزمان
جبل باستثنائ ۴۳ آدمیونکے ضمانت پر رہا ہو گئے - اور ۲۷ مارچ مقدمہ کی تاریخ مقرر ہوئی ہے
دفعہ ۱۵۳ الف پر قائم کیا گیا جسکا یہ مطلب ہے کہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر خاص فساد کرنے
کیلیئے باغیانہ مجمع کیا گیا - اربعین کے روز ایک مختصر سا جلسہ جہنڈا پڑہتا ہوا آرہا تہا وہ بہی
گرفتار کیا گیا - یہ بہی خبر ہے کہ ۱۲ بجے دن مین کوئی مجمع جہنڈا پڑہتا ہوا نکلا تہا وہ بہی گرفتار
ہوا ۱۲ بجے سہ پہر کیوقت بخشو کا تعزیہ جو قدیم سے زمانہ شاہی سے نکلا کرتا ہے اسمین بہی بہت
جوش وخروش ہوتا ہے اور اکثر سنیون نے اسمین ہی فساد کئے ہین - اس سال بہی خبر
گرم تہی کہ سنی فساد کرینگے اور شیعونکو ضرور مارینگے یہانتک کہ چار بجے چوک کے قریب تعزیہ
پہونچ گیا اوسوقت بہی حکام کو سنیونکے جانب سے اطمینان نہ ہوا - ڈپٹی کمشنر نے دس منٹ
تک چوک کے باہر تعزیہ کو روکوا دیا - اور مزید انتظام کرکے داخل ہونیکی اجازت دی
جسکی کیفیت یہ تہی کہ آگے آگے ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ پولس وغیرہ مع مسلح
پولس کے جاتے تہے درمیان مین عزادارون کا مجمع نہایت جوش وخروش سے ماتم
کررہا تہا - پولس کانسٹبل مجمع کے دونون طرف چار چار قدم پر ساتھ گذر رہے تہے
آخر مین ضریح تہی اوسکے ساتھ بہت کثرت سے مسلح پولس اور کانسٹبل موجود تہے اور اس
طرح یہ دس پندرہ ہزار کا مجمع ماتم کرتا ہوا نہایت امن وامان سے چوک سے گذرا -
اور سب سے زیادہ خوشی کا یہ امر ہے کہ باوجودیکہ اربعین کے کئی روز قبل سے جہنڈا پڑہنے کی خبر گرم تہی
سنیونکو جنگ کی ناکامی کا علم کامل ہو چکا تہا حتی کہ اربعین کے روز عیش باغ سے چوک تک سنی
حضرات بہت شور وغل سے جہنڈا پڑہتے ہوئے آئے اور جہانتک ہوا مومنین کے دل دکھانے
مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی مگر شاباش ہے شیعونکو اونہون نے ذرہ بہی جادہ تحمل سے قدم
آگے نہ بڑہایا اور کل امور کو اپنے سچے محسن گورنمنٹ پر چہوڑ دیا اور اسطرح ساری دنیا
کو عموماً اور گورنمنٹ کو خصوصاً یقین دلا دیا کہ وہ کیسے مطیع فرمانبردار اور جان نثار
ہین - اور کل آج تک جتنے فسادات ہوتے رہے ہین یہ سب اونہین نے کئے جنہون نے

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر دیکھو)

حرمۃ الخمر

چونکہ مسلمانونکے اخلاق وعادات مین ایک عام طور پر انقلاب آگیا ہے۔ اسلیئے بالخصوص اس مادہ مین
بہی وہ بہت کچھ بدنام ہورہے ہین حالانکہ شارع اسلام نے اس مادہ مین اسقدر تاکید فرمائی ہے کہ صرف اسکو
اخلاقی جرم ہی نہین قرار دیا۔ بلکہ حد شرعی اسپہ مقرر فرمائی ہے کہ جو شخص پیے گا اوسپر حد جاری ہوگی۔
قرآن مین تین آیتین بالخصوص اسبارہ مین وارد ہین جس سے اسکی حرمت شرعی اسلام قرار پائی
فقہی احکام اسکے تو کتب فقہ مین درج ہین۔ حدیثین کتب احادیث مین موجود ہین آیات قرآنی
کی شرح وتفسیر تفاسیر اہل اسلام مین۔ مگر مین یہان کتاب مستطرف مصنفہ امام اوحد عالم علامہ
لوذعی فہامہ شیخ شہاب الدین الشبیہی مطبوعہ مصر جلد ۲ کے صفحہ ۲۱ سے پوری عبارت نقل کرتا ہون۔
جس سے یہ مسئلہ نہایت صاف ہوگا اور اہل اسلام کو معلوم ہوگا کہ یہ جرم کیسا عظیم ہے عبارت مذکورہ یہ ہے

الباب الرابع والسبعون فی تحریم
الخمر وذمها والنهی عنها قد نزل الله
تعالی فی الخمر ثلاث آیات الاولی قوله
تعالی یسئلونك عن الخمر والمیسر
قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس الآیۃ
فکان من المسلمین من شارب ومن
تارك الی ان شرب رجل فدخل
فی الصلوۃ فهجر فنزل قوله تعالی یا ایها
الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ
وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون
فشربها من شربها من المسلمین و
ترکها من ترکها حتی شربها عمر رضی
الله تعالی عنه فاخذ لحی بعیر

یعنی باب ۷۴ حرمت خمر مین ہے اور اوسکی مذمت
مین اور اوس سے نہی مین۔ خدا نے شراب کے
بارہ مین تین آیتین نازل کین پہلی آیت تو
یسئلونك عن الخمر ہے کہ لوگ تمسے
سوال کرتے ہین خمر ومیسر سے (جوا) کہہ دو کہ
ان دونون مین گناہ بڑا ہے اور منافع آدمیون کے
لئے۔ اس آیہ کے بعد کچھ مسلمان نے شراب
پینا چہوڑ دیا۔ کچھ پیتے رہے یہانتک کہ ایک شخص
نے شراب پی اور داخل نماز ہوا تو ہذیان کہنے
لگا اسپر آیہ یا ایها الذین امنوا نازل
ہوا کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو مت جاؤ
قریب نماز کے درحالیکہ تم مست ہو یہانتک
کہ جانو کیا کہتے ہو۔ اسپر بہی بعض مسلمانون نے

وشجوبه راس عبدالرحمن بن عوف
ثم قعد ينوح على قتلى بدر بشعر
الاسود بن يعفر يقول ـ

وكاين بالقليب قليب بدر
من الفتيان والعرب الكرام
ايوعدني ابن كبشة ان سنحيا
وكيف حياة اصداء وهام
ايعجز ان يرد الموت عني
وينشرني اذا بليت عظامي
الا من مبلغ الرحمن عني
باني تارك شهر الصيام
فقل لله يمنعني شرابي
وقل لله يمنعني طعامي

فبلغ ذلك رسول الله فخرج مغضبا
يجر ردائه فرفع شيئا كان في يده
فضربه به فقال اعوذ بالله من
غضبه وغضب رسوله فانزل
الله تعالى انما يريد الشيطان ان
يوقع بينكم العداوة والبغضاء
في الخمر والميسر ويصدكم عن
ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم
منتهون فقال عمر رض انتهينا انتهينا
ص ۲۱۸

ترک کیا اور بعض پیتے رہے یہانتک کہ
پی شراب عمر رض نے اور لیا اونٹ کے کلے
کی ہڈی ۔ اور زخمی کیا سر عبدالرحمن بن
عوف کا (آپنے تو ہتھیون مین دیکھا ہوگا
کسطرح ڈھول دہیا ہوتا ہے) اسکے بعد
بیٹھے نوحہ کرنے اور کشتگان بدر کے (جو
کافر سب مارے گئے تھے) ساتھ شعر اسود
بن یعفر کے (اون اشعار کا ترجمہ یہ ہے)

(۱) کتنے ہین قلیب مین جو قلیب بدر ہی
(نام ہی اوس کنوین کا جسمین کافر سب
بعد قتل ڈالے گئے تھے) جوانون سی اور
عرب کرام سے ـ

(۲) کیا ہمکو ڈراتا ہے ابن کبشہ (یہ خطاب
کافرون نے رسول اللہ کو دیا تھا) کہ ہم
دوبارہ زندہ کئے جائینگے ۔ اور کیونکر ہو سکتا
ہے زندہ صدا و ہام کا (یہ دونو چیزین
کافرون کے اعتقاد کی ہیں ـ

(۳) کیا اس سی تو عاجز ہے کہ ہماری موت
کو روکے ۔ اور اسپر قادر ہے کہ جب ہماری
ہڈیان سڑ جائین تو وہ زندہ کرے ـ

(۴) کوئی ہے ایسا جو خدا کو ہمارا پیغام
پہونچا دے ۔ کہ ہم چھوڑتے ہین روزہ ماہ
صیام کا ـ

(۵) پس کہہ جب خدا سے کہ وہ ہمارا شراب روکے اور کہہ دے خدا سے کہ ہمارا کھانا روکے
جب یہ خبر رسول اللہ کو پہونچی تو حضرت دولتسرا سے برآمد ہوئے۔ اسطرح کہ ردا مبارک زمین
پر کھینچے جاتے تھے۔ پس حضرت نے اوٹھایا اوس چیز کو جو آپکے ہاتھ میں تھی اور مارا اوس
سے عمر کو۔ پس کہا عمر نے کہ مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا و رسول سے تب یہ آیہ نازل ہوا
نہین چاہتا ہے شیطان۔ مگر یہ کہ ڈالے تملوگون مین عداوت و بغضا خمر و میسر مین اور روک
رکھے تمکو ذکر خدا سے۔ پس کیا تم باز آنیوالے ہو۔ تب کہا عمر نے ہم باز آئے ہم باز آئے۔
اس سے جہان تمکو یہ معلوم ہوا کہ خدا نے حرمت شراب مین تین آیتین نازل کین۔ وہان
یہ بھی معلوم ہوا کہ اسکی عادت شراب خواری کی ایسی عادت ہوئی ہے کہ حضرت عمر سا مقدس اور دیندار
جو صحابی رسول تھا اور مہاجرین اولین مین سے تھا۔ کہ جسکی مشورہ کے مطابق بقول اہلسنت
قرآن نازل ہوا کرتا۔ وہ ایسا مجبور ہو رہا ہے کہ خدا نے ایک آیت نازل کی نہ مانا۔
دوسری آیت آیۃ نازل کی نہ مانا۔ یہانتک کہ اپنے دوست عبدالرحمن بن عوف کا سر
زخمی کیا کچھ نہ ندامت ہوئی۔ بلکہ نشہ تیز ہوا تو کافران بدر کے کشتون پر نوحہ پڑہنے لگے۔
آخر جب رسول اللہ نے جاکر کسی چیز سے مارا ہے نہ معلوم کہ وہ نعلین عربی تھی۔ یا عصائے
چوبی۔ تو مار سے نشہ ضرور اوترتا ہے۔ مگر نہ اونہوں نے توبہ کی نہ استغفار نہ یہ کہا کہ اب
نہ پیونگا بلکہ صرف اعوذ باللہ من غضبہ و غضب رسولہ کہکر چپکے ہو رہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکا
انہوں نے توبہ کرکے پھر پینا شروع کیا۔
جب خدا نے تیسرا آیہ نازل کیا جسمین یہ سوال تھا اب بھی شراب پینے سے باز آؤ گے یا نہیں
تب جاکر زبانی اقرار کیا کہ باز آئے باز آئے۔ یعنی اب نہ پینگے۔
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمر کو اتنا بھی خدا و رسول کا خیال نہوا کہ پہلے آیہ مین ترک کر دیتے
مگر وہ کیا کرتے عادت سے مجبور تھے ع چھٹتی نہین ہے منہ سے لگی ہوئی۔
جب ہر طرح کی نوبت آچکی تب جاکر زبانی اقرار کیا کیونکہ اب خدا سوال کر رہا ہے تو کس
منہ سے کہیں نہیں مین تو پیونگا۔
مگر یہ یاد رہے کہ خدا کے سامنے بھی یہ اقرار صرف زبانی تھا کیونکہ مرتے وقت تک

اس مئی اعتوانی نے اونکا پیچھا نہ چھوڑا چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبنا ص ۲۱

یعنی جب وقت وفات قریب آیا تو اپنے غلام یرفا سے کہا اسے ہو پلا مجھے۔ یرفا ایک تیز نبیذ شیرین لایا اور پی لیا اسکو پھر شکم پر اپنی ردا سے باندھا جب شراب اونکے پیٹ میں پہنچی اور زخمونسے بہ گئی تو لوگون نے کہا الحمد للہ یہ خون جما ہوا تھا جو پیٹ میں تھا خدا نے اسے نکال دیا۔ اسکے بعد دودھ مانگا۔

مولوی شبلی صاحب کی الفاروق میں ہے چنانچہ ایک طبیب بلا گیا اسنے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونو چیزیں زخم کی راہ باہر نکل آئیں صـ۳۰۳

جس سے معلوم ہوا کہ مرنے وقت تک تو شراب کی عادت نہیں چھوٹی تھی۔ پھر درمیانی زمانہ کا کیا بیان ہو کیونکہ اول بہ آخر نسبتے دارد مشہور رہے۔

یہاں پہلا خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرب ایک ایسا ملک تھا جہاں کسی قسم کی انسانیت نہ تھی ہر قسم کا فسق و فجور رہا رہی تھی بہ استثنای خاندان رسالت کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں شراب خواری کو ایسا رواج نہ ہو کہ کوئی اسکو عیب بھی سمجھتا ہو جسکے لئے نہ صرف حضرت رسول اللہ ہی کو اس جانکاہی سے کام لینا پڑا بلکہ خود خداوند عالم نے تین آیتیں نازل فرمائیں۔ اور اسطرح حضرت نے سارے لوگونکو رہ پر لگایا اور ہزاروں کوششوں کے پیچھے لوگونسے چھوڑایا۔

اب بتائے کہ اوسی رسول کا خلیفہ اور جانشین اگر ایسا شخص ہو جو خود شارب الخمر ہو اور مدۃ العمر اوس سے یہ عادت نہ چھوٹے تو کیونکر اس عادت رذیلہ کا قلع و قمع ہو سکتا ہے جو ملک کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے جو شخص خود کسی عیب میں مبتلا ہوتا ہے اوسکو اپنے دوسرے ہم جنس سے ایک خاص ہمدردی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانون سے کسی طرح یہ عادت نہ چھوٹی نہ چھوٹے گی۔

اگر میں اس امر کی تفصیل کرون تو طول ہو مگر مختصر طور پر چند واقعات کیطرف

اشارہ کرتا ہون کہ خلیفہ دوم کے سالے تھے جنکا نام قدامہ بن مظعون تھا
جو حضرت حفصہ و عبداللہ بن عمر کے حقیقی ماموں تھے۔ اور خلیفہ دوم کے بہنوئی بھی کیونکہ
صفیہ بنت خطاب انکی زوجہ تھین خلیفہ دوم نے بعد حصول خلافت اونکو بحرین کا حاکم بنایا
کیونکہ یہ انلوگونکا خاص معمول تہا کہ جو خلیفہ ہوتا وہ اپنے عزیز و اقربا کو ہر جگہ حاکم بناتے قدامہ
بن مظعون نے وہان جاکر شراب خواری شروع کی
جارود جو وہان کے قبیلہ عبد القیس کا سردار تہا اوسنے جب دیکھا کہ خلیفہ کے سالہ اور
بہنوئی نے یہ رنگ نکالا۔ تو وہ مدینہ آیا کہ خلیفہ سے شکایت کرین۔ کیونکہ ایک تو خلیفہ ہین
دوسرے ہوا خواہون نے عدالت بہی مشہور کر رکھی ہے۔
پہلے تو خلیفہ نے چاہا جانچ ہی مین مقدمہ کو اوڑا دین۔ مگر جارود بہی دہن کا پکا تہا اوسنے
کچا حال کہ سنایا تب خلیفہ نے قدامہ کے نام پروانہ لکہا کہ حاضر دربار خلافت ہو۔ قدامہ بہی
گیا مگر خلیفہ ٹال رہے ہین فقال الجارود لعمر اقم علی ھذا کتاب اللہ فقال عمر
اخصم انت ام شہید فقال شہید فقال قد ادیت شہادتک قال
فصمت الجارود ثم غدا علی عمر فقال اقم علی ھذا حد اللہ فقال عمر
ما اراک الا خصما وما شہد معک الا رجل واحد فقال الجارود انی
انشدک اللہ فقال عمر لتمسکن لسانک او لاسوئنک فقال الجارود
ما واللہ ما ذلک الحق ان یشرب ابن عمک الخمر وتسوئنی استیعاب صفحہ ۴۸ جلد ۲
تب جارود نے عمر سے کہا اسپر حکم حد جاری کرو عمر نے کہا تو مدعی ہے یا گواہ۔ جارود ہم گواہ
ہین۔ عمر۔ تو تو گواہی دیچکا۔ او سروز تو جارود چپکا ہو رہا دوسرے روز پہر صبح کو پہونچا
اور کہا کہ اسپر حد خدا جاری کرو۔ عمر نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے تو مدعی ہے حالانکہ صرف ایک
شخص نے تیرے ساتھ گواہی دی ہے یعنی ابو ہریرہ نے۔ جارود نے کہا ہم تمکو خدا کی قسم
دیتے ہین کہ قدامہ پر حد شراب جاری کرو۔ عمر نے کہا اگر تو اپنی زبان نہ روکیگا تو ہم تیری سزا
کرینگے۔ جارود نے کہا قسم خدا کی یہ بالکل خلاف حق ہے کہ شراب تو پیے تیرا ابن عم۔ اور
سزا ہو ہماری "

دیکھئے آخر وہی بات پیش آئی کہ ایک تو چشم بدور خلیفہ دوم صاحب خود ایسے ہیں کہ اس جرم میں دو دو قرآنی آیتوں کے نزول کے بعد گرفتار ہوئے رسول اللہ نے کچھ ضربیں بھی لگائیں تیسرے آپ پر اقرار کیا کہ باز آؤنگا مگر نہ چھوڑا۔

دوسرے مجرم وہ ہے جو خلیفہ کا سالا بھی ہے صاحبزادہ صاحبزادی کے ماموں جان۔ اور پھر حقیقی بہنوئی بھی۔ بتاؤ۔ مقدمہ چلے تو کیونکر جرم کی تحقیقات ہو تو کیونکر پہلے تو یہی ٹالنا چاہا کہ نہ گواہ ہے نہ مدعی۔

جارود بھی تھا (آنحضرت) بحرین کا رئیس۔ ایک بڑے قبیلہ کا سردار وہ کب اس دھکی میں آتا ہے۔ اپنی ضد پہ اڑا رہا۔ تب خلیفہ نے قانونی عذر نکالا کہ ایک گواہ سے کہیں مقدمہ چل سکتا ہے۔ تب جارود نے قسم دی کہ خدا کیلئے مقدمہ چلاؤ۔ اسپر خلیفہ کو غصہ آیا وہ الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اور کہا اگر چپ نہ رہا تو تیری ہی سزا کرونگا۔ اسپر اوس عربی سردار کو بھی جوش آیا اور صاف صاف کہہ دیا یہ تو انصاف کی بات نہیں کہ شراب پیئے تو تیرا بہائی اور سزا ہو ہماری۔

اس روئداد کا نتیجہ خواہی نخواہی یہی ہوتا کہ مقدمہ دب جاتا کیونکہ خلیفہ کو قدامہ (شرابخوار) کی طرفداری مجبور کرتی ہے کہ کسی طرح مقدمہ نہ چلایا جائے۔ قانونی عذر بھی خلیفہ نکال ہی چکے ہیں کہ ایک گواہ سے کہیں شرابخواری کا مقدمہ چل سکتا ہے خلیفہ اور جارود میں کچھ ترش روئی ہو ہی چکی ہے جسکا نتیجہ یہ ہونیوالا تھا کہ جارود پر توہین عدالت کا مقدمہ قایم کیا جائے۔ اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔

مگر خدا بھلا کرے حضرت ابوہریرہ کا جنہوں نے اس آڑے وقت میں ایسا کام نکالا کہ جو اونہیں کا حصہ تھا۔ جسکی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوگی کہ اسی بحرین کے یہ بھی حاکم بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور خلیفہ دوم نے انکو خائن وغیرہ بنا کر اتنے کوڑے لگائے تھے کہ پیٹھ انکی خون آلود ہو گئی۔ ایک تو اسکا غصہ۔ دوسرے نوکری چھیننے کا غصہ کہ اب وہان قدامہ حکمران ہے جو خلیفہ دوم کا سالا اور بہنوئی دونو ہے۔ تیسرا یہ غصہ کہ حضرت ابوہریرہ گواہی دیں کہ قدامہ نے شراب پی۔ اور وہ گواہی دربار خلافت میں منظور نہو لہذا

ابوہریرہ نے ایک ایسا چلتا ہوا فقرہ گڑھا کہ خلیفہ مجبور ہوگئے۔

فقال ابوھریرہ ان کنت تشک فی شہادتنا فارسل الی ھند ابنۃ الولید فسئلھا وھی امراۃ قدامۃ۔ فارسل عمر الی ھند بنت الولید ینشدھا فاقامت الشہادۃ علی زوجھا

یعنی ابوہریرہ نے کہا اگر تمکو ہم لوگوں کی شہادت مین شک ہو تو دختر ولید سے پوچھ لو جو زوجہ قدامہ ہے عمر نے ہند بنت ولید کو قسم دیکر پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ۔ اوسنے پوری گواہی دی کہ قدامہ نے شراب پی۔

دیکھیے اگر کوئی سچا جانشین اور جائز خلیفہ رسول ہوتا۔ تو اس مقدمہ کو اتنا طول نہ ہونا جس سے خواہی نخواہی خلیفہ کے نسبت شرابخوار کی طرفداری کا گمان پیدا ہو رہا ہے۔ جارود اور خلیفہ مین ردوبدل ہو رہا ہے وہ فوری تحقیقات کرتا مقدمہ صاف تہا۔ کیونکہ ابوہریرہ سا صحابی گواہ عادل موجود ہے جارود ایسا رئیس و سردار گواہی دے رہا ہے۔ اسمین شک و شبہہ کی کوئی وجہ نہین جو اوسکی زوجہ کی گواہی کی ضرورت ہو۔ حالانکہ بجز حدزنا شارع اسلام نے کسی جرم مین دو گواہ سے زیادہ کی ضرورت نہین بتائی ہے حتی کہ قتل ایسے سنگین جرم مین بہی دو گواہ پر فیصلہ ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ دوم ہین کہ نہ حضرت ابوہریرہ کی گواہی مانتے ہین نہ جارود کی جب ابوہریرہ نے زوجہ قدامہ کو بھی گواہ مقرر کر دیا تو اب وہ مجبور ہوئے۔ مقدمہ دائر نہین ہوا اور زوجہ نے بھی ایمانداری سے کام لیا کہ گواہی مین قصور نکیا خواہ اسوجہ سے کہ قدامہ نے کچھ اوسکو تکلیف دی ہوگی یا حفصیہ بنت خطاب خواہر حضرت عمر کی طرف قدامہ کا زیادہ میلان ہو جس سے ہندہ جلتی ہو۔

غرض مقدمہ قایم ہوا بجائے دو گواہ اڈہائی گواہ فراہم ہوئے۔ اب کیا عذر ہو سکتا ہے لہذا خلیفہ نے اپنی راے ظاہر کردی فقال عمر لقدامہ انی حادک فقال لو شربت کما یقولون ما کان لکم ان تحدونی

یعنی عمر نے قدامہ سے کہا اب تو ہم تم پر حد جاری کرینگے قدامہ نے کہا اگر مینے شراب بہی پی جیسا کہ لوگ کہتے ہین تو تم ہم پر حد نہین جاری کر سکتے

خان ۲۸ ×

اس جرات کی بھی کوئی حد ہے اس شوخ چشمی کا کوئی جواب ہے ۔ مگر آپ جانتے ہین یہ قدامہ ہے قدامہ۔ جو خلیفہ دوم کا سالا یعنی بہنوئی بھی ۔ دیکھیے کیسا بیچدار مسئلہ نکالتا ہے قرآن سے اپنی برات ثابت کرتا ہے ۔ کیونکہ یہ قرآن تو وہی ہے جو حضرت عمر کی راے کے مطابق نازل ہوتا پھر کیونکر ممکن تہا کہ جس قرآن مین حضرت عائشہ کی برات ہو قصۂ افک سے ۔ اوس قرآن مین عمر صاحب کے سالے بہنوئی کی برات نہو شرابخواری سے

فقال عمر لقدامه لم قال قدامه قال عز وجل ليس على الذين امنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا واحسنوا والله يحب المحسنين سورة النسا

یعنی نہین ہے کچھ اوپر اون لوگون کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا کوئی گناہ اوس چیز مین کہ کھایا اون لوگون نے جبکہ ایمان لاے اور پرہیزگاری کی پھر تقوی کیا اور عمل صالح پھر تقوی کیا اور احسان اور خدا دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالونکو ۔

دیکھیے اس آیہ کریمہ مین تین مرتبہ لفظ تقوی لایا گیا ہے اسیطرح تین مرتبہ عمل صالح کا مذکور ہے مگر قدامہ اسی آیہ کو اپنی برات کی دلیل بناتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ اگر ہمنے شراب بھی پی لو تم حد نہین مار سکتے کیونکہ خدا نے تو ہمکو مواخذہ سے پاک کیا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح کیا ہے اونکے کہانے پینے مین کوئی گناہ ہی نہین ۔

اسی آیہ پر قیاس کیجیے اون صحابہ کے فہم و فراست کو کہ قرآن اونکے سامنے نازل ہوا اون کی زبان مین نازل ہوا رسول اللہ صلعم برسون ان کی تعلیم و تلقین کی مگر انکی سمجھ مین یہی آیا کہ اسلام لائے اور سب گناہ معاف ہوئے جو چاہو کہاو پیو کوئی باز پرس نہین پھر تا وایسے صحابہ کیونکر ہادی اور رہنما قرار پا سکتے ہین ۔

یہی وجہ ہے کہ اہلسنت نے عام طور سے زبانی یہ اصول مقرر کیا ہے کہ قول صحابی حجت نہین اگرچہ عمل درآمد اسکے خلاف ہے ۔ کیونکہ اونکے اقوال حجت ہونگے ایسے ہی کہ شراب پینگے زنا کرینگے ۔ لواطہ کرینگے جوا کہیلینگے اور سب کیلئے قرآن کی آیتین ڈہال لائینگے اور حدیث تو انکی زبان ہی ہے

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

گذشتہ نمبر میں ہمنے اہلحدیث کی تہذیب کا نمونہ دکہایا تہا جسکی غرض صرف اسقدر تھی کہ اہل اسلام کو معلوم ہو۔ ہملوگ اہلحق کیونکر مجبور کئے جاتے ہین اون الفاظ پر جس سے ہم بدنام کئے جاتے ہین کیونکہ مسئلہ "فیصلہ امامت واقتدا" ایک اصولی مسئلہ ہے۔ اہلسنت ہر فاسق وفاجر کی اقتدا کو جائز جانتے ہین شیعہ اوسکو حرام وناجائز۔ اسی لئے یہ تحریر ایسے عنوان سے لکہی گئی تھی کہ بجز اختلاف راے کے اس سے اور کوئی بدمزگی نہو۔

مگر اڈیٹر اہلحدیث نے پہلے تو ہمکو **رافضی** سے یاد کیا حالانکہ اوس تحریر مین نہ کہین انکے نسبت **خارجی** لکہا گیا تہا نہ وہابی جسپر ایک زمانہ مین فخر کرتے اور اب اوس سے چڑتے ہین نہ **کلاب النار** کہا حالانکہ مطابق روایت منقولہ نواب وقار نواز جنگ بہادر خوارج سب کلاب النار ہین۔ لہذا میری شکایت یہ تھی کہ ایسے مضامین ضرور رسید مفید قوم ہین۔ اسطرح کی نفسانیت مناسب اہل علم نہین۔

اس شکایت کے جواب مین آپ حدیث کافی لکہتے ہین کہ جناب امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا لا واللہ ما ھو سموکم (الرافضہ) بل اللہ سماکم صلہ

یعنی تمہارے مخالفون (سنیون) نے تمہارا نام رافضی نہین رکہا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکہا۔ پس ہمارے رافضی دوست حوالہ مذکور دیکہکر ہمین معافی کا کارڈ لکہین کیا سچ ہے

ع مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔ مورخہ ۲۷ محرم

چونکہ استدلال آپکا حدیث سے ہے۔ لہذا آپکو بھی وہی لقب دیا جاتا ہی جو حدیث مین ہے الخوارج کلاب النار۔ کیونکہ جناب امام جعفر صادق ؑ کی حدیث اسطرح ہے قال لا واللہ ما ھم سموکم بل اللہ سماکم اما علمت یا ابا محمد ان سبعین رجلا من بنی اسرائیل رفضوا فرعون وقومہ لما استبان لھم ضلالتھم فلحقوا بموسیٰ لما استبان لھم ھداہ فسموا فی عسکر موسیٰ الرافضہ لانھم رفضوا فرعون وقومہ وکانوا اشد اھل ذلک العسکر عبادۃ واشدھم

حب الموسی وھارون وذریتھما علیھما السلام۔

یعنی بعد اوسکے فرمایا کیا تم نہین جانتے اے ابو محمدؑ کہ قوم بنی اسرائیل سے ستر آدمیون نے رفاقت فرعون کو ترک کیا اور وہ لشکر حضرت موسیٰ مین داخل ہوئے لہذا وہ رافضہ کہلاتے کیونکہ فرعون کو اور اوسکی قوم کو ترک کیا تھا اور وہ سب سے بڑھکر عابد و زاہد و محب موسیٰ و ہارون تھے۔

پس اگر آپ اس حدیث شریف پر ایمان لاکر یہ **خطاب** دے رہے ہین تو بالراس والعین منظور ہے اور ہرگز کسیطرح کی شکایت نہین کیونکہ فرعون آل محمدؐ سے ہملوگ یقیناً تبرا کرتے ہین اور ہارون محمدؐ کو اونکا وصی و خلیفہ جانتے ہین۔ مگر یقیناً آپ اس ایمان سے مبرا ہین اور آپ اس لفظ کو اوسی معنی سے استعمال کرتے ہین جس پر ابو بصیر راوی حدیث مذکور نے شکایت کی تھی فاناقد نبذنا نبذا انکسرت له ظھورنا وماتت افئدتنا واستحلت له الولاة دماءنا فی حدیث رواہ فقھاءھم

یعنی ابو بصیرؒ نے عرض کیا کہ ہمکو وہ ایسے القاب سے یاد کرتے ہین جس سے ہماری کمر شکستہ ہو گئی اور دل ہمارے مردہ ہو گئے۔ اور حکام اہلسنت نے اوس سے خون حلال جانا بسبب اوس حدیث کے کہ اونکے فقیہون اسکی روایت کی جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اسی غرض سے باین لقب ہمکو یاد کیا ہے کہ ہمارے دلونکو رنج پہونچے اور ہمکو ملال ہو۔ ورنہ شیعہ کا لفظ تو ایسا ہے کہ قرآن بھی موجود اوسی سے کیون نہ یاد کرتے۔

ہان آپنے اس مقصود کو اس جملہ سے ظاہر بھی کردیا وہمنے سمجھا تھا کہ اڈیٹر موصوف نے علامہ ابن تیمیہ کی منہاج دیکھی ہوگی جہان علامہ موصوف نے رافضی کے لفظ کی تحقیق کی ہے غالباً اسی لئے آپ آجکل علامہ موصوف پر بہت کچھ مٹے آرہے ہین"

یہ عبارت صاف آپکی منشا کو بتارہی ہے کہ حدیث جناب امام جعفر صادقؑ پر آپکا ایمان نہین ہے بلکہ آپنے علامہ ابن تیمیہ کے منشاء کے موافق یہ لقب عنایت فرماتے ہین پھر فرمائے مجھے آپ ایسے دوستان شکایت کا حق ہے یا نہین جب بمخالفت قرآن یقولون ما لیس فی قلوبھم بار بار آپ یہ لفظ دوستی یاد کرتے ہین اور کیا مجھے اسکا حق نہین ہے کہ آپ یہ وافی ہدایت

لا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کی تلاوت کرون ـــ
جس مین مسلمانون کو صریحی ممانعت کی گئی ہے کہ برے القاب سے نہ یاد کرو مگر آپ یہ کر سکتے
ہین کہ یہ ہدایت تو مسلمانونکے لئے ہے نہ وہابیون کے لئے جو مطابق حدیث صحیح کلاب النار ہیں
ہان صاحب آپنے علامہ ابن تیمیہ کی منہاج بھی دیکھی ہے اور اسوقت بھی موجود ہے ملاحظہ
فرمائے اوس سے آپکو کیا ملتا ہے۔ دیکھیے آپکے مذکورہ جلد اول مین ایک طولانی حدیث
ابو حفص بن شاہین کی کتاب **اللطف فی السنہ** سے شعبی سے روایت کرتے ہین جسمیں بہت
کچھ رافضہ کی مذمت کی گئی ہے اور اونکی مشابہت یہود سے دکہائی گئی ہے اور جسقدر
ہو سکا ہے اوسمین افترا سے کام لیا گیا ہے (اگر کہیے تو آپکی خاطر سے وہ حدیث بھی مع ترجمہ لکھدون)
اوسکے بعد ابن تیمیہ مذکور لکھتے ہین۔ تسمیۃ رافضہ

قلت ومن زمن خروج زید افترقت الشیعۃ الی رافضۃ و زیدیۃ
فانہ لما سئل عن ابی بکر وعمر فترحم علیہما رفضۃ قوم فقال لہم رفضتمونی
فسموا رافضۃ لرفضہم ایاہ وسمی من لم یرفضہ من الشیعۃ زیدیۃ
لانتسابہم الیہ ولما صلب کانت العباد تاتی الی الخشبۃ باللیل
لیتعبدون عندہا والشعبی توفی فی اوائل خلافۃ ہشام او اواخر
خلافۃ یزید بن عبد الملک اخیہ سنۃ خمس ومائۃ او قریبا من
ذلک فلم یکن لفظ الرافضۃ معروفا اذ ذاک ولہذا یعرف
کذب لفظ الاحادیث المرفوعۃ التی فیہا لفظ الرافضۃ ولکن کانوا
یسمون بغیر ذلک الاسم کما یسمون الخشبیۃ لقولہم انا لا نقاتل
بالسیف الا مع امام معصوم فقاتلوا بالخشب ولہذا جاء فی
بعض الروایات عن الشعبی ما رایت احمق من الخشبیۃ فیکون
المعبر عنہم بلفظ الرافضۃ ذکرہ بالمعنی مع ضعف عبد الرحمن ومع
ان الظاہر ان ہذا الکلام انما ہو نظم عبد الرحمن بن مالک بن
مغول من تالیفہ [illegible] سمعہ [illegible] عن الشعبی [illegible]

یعنی جب حضرت زیدؒ نے خروج کیا اوس وقت سے شیعہ دو فرقہ ہو گئے ایک رافضہ دوسرا زیدیہ کیونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے مین اونسے سوال کیا گیا تو حضرت زیدؒ نے اونپر ترحم کیا لہذا ایک قوم اونسے علیحدہ ہوی تو حضرت زید نے کہا رفضتمونی - لہذا وہ رافضہ کہلائے کیونکہ زید کا ساتھ اونھونے چھوڑ دیا تھا - اور جو ہمراہ زید رہے وہ زیدیہ کہلائے جب حضرت زید کو سولی دی گئی تو عبادت گذار اوس لکڑی کے نیچے آکر عبادت کرتے تھے جسپر سولی دیگئی تھی -

ابن تیمیہ کہتے ہین کہ شعبی (راوی حدیث مذکور) کی وفات ۱۰۵ھ مین ہوئی بزمانہ خلافت ہشام یا آواخر خلافت یزید بن عبد الملک - لہذا معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین شعبی تک لفظ رافضہ مشہور نہ تہا کیونکہ حضرت زید کی شہادت ابتدائے ۱۲۰ھ مین ہے اور وفات شعبی ۱۰۵ھ مین تو پھر یہ لفظ اوس وقت کہانسے پیدا ہوا جو شعبی اس لفظ کو لاتے اور اسی سے معلوم ہوا کذب اون الفاظ حدیث کا جو بطریق مرفوع رسول اللہ سے مروی ہے اور لفظ رافضہ اوسمین آیا ہے (کہئے اس سے اہلحدیث کی کذابیت ظاہر ہوئی یا نہین ؟) ہان اس نام کے سوا دوسرے نامونسے شیعہ نام رکہے جاتے تھے مثل خشبیہ کے کیونکہ وہ کہتے تھے ہم تلوار سے بغیر شرکت امام معصوم کے نہین جہاد کرینگے - اسی لئے اونہون نے لکڑی سے قتال کیا (عربی مین لکڑی کو خشب کہتے ہین اسیوجہ سے یہ نام رکہا گیا) اسیوجہ سے بعض روایت شعبی مین ہے کہ مینے کسیکو خشبیہ سے زیادہ احمق نہین پایا - لہذا رافضہ کا نام روایت مین ازقبیل روایت بالمعنی ہے پھر راوی اسکا عبد الرحمن ضعیف ہے - اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث (جو صفحات مین مذکور رہے) نظم عبد الرحمن بن مالک مذکور سے ہے جسکا کچھ حصہ اونسے شعبی سے سنا ،، انتہی

کہئے اس تحقیقات سے جسپر آپکو اسقدر فخر تہا کیا معلوم ہوا؟ یہی نہ کہ آپکے علمانے شعبی پر افترا کیا اونکے وفات تک تو اس لفظ رافضہ نے وجود بھی نہ پایا تہا جو وہ اس نام کو کہتے کیونکہ اونکے وفات ۱۰۵ھ مین ہے - اور شہادت زید جنکے ترک رفاقت سے اس لفظ کی ایجاد ہوئی سنہ ۱۲۲ھ مین - پھر بتائیے آپکے علما کی کیا شان رہی کیسے کذاب تھے -

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ صرف یہ حدیث موضوع ہے بلکہ جتنی حدیثون مین لفظ رافضہ

آیا ہے اور اوسکی نسبت رسول اللہ کی طرف کی گئی ہو سب موضوع ہین۔ سبحان اللہ کیا شان اہلحدیث ہے۔

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت نے شیعونکا نام ایک خشبیہ بھی رکھا تہا جو ترک کیا گیا **چوتھے** یہ بھی معلوم ہوا کہ خود کلام شعبی مین لفظ خشبیہ تہا جو بدلکر رافضہ بنایا گیا۔ اس سی بڑھکر کیا دیانت اہلحدیث ہوسکتی ہے **پانچوین** یہ کہ یہ کلام تالیف عبدالرحمن سے ہے جسکی نسبت شعبی کی طرف کی گئی ہے **چھٹے** یہ کہ خود عبدالرحمن مذکور ضعیف ہے۔ **ساتوین** یہ کہ وہ کذاب ہے کہ خود کلام تصنیف کرتا ہے اور شعبی کی طرف منسوب کرتا ہے۔

اس تحقیقات سی ہمارے لایق اڈیٹر اگر خوش ہون تو ہم بھی خوش ہین کیونکہ اہلحدیث کی امانت و دیانت پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ شیعونکی عداوت مین ہزارہا حدیثین وضعی رسول اللہ پر انلوگون نے افترا کی ہہی۔ اگر آپنے وہ حدیثین نہ دیکھی ہون تو علامہ ابن حجر مکی کی صواعق محرقہ دیکھ لیجیے کہ کتنی حدیثین اوسمین اس مضمون کی موجود ہین۔

اب آپکو اسکی بہی وجہ معلوم ہو گی کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کتنی وضعی حدیثین اسکی بیان کی گئی تھین جسکی اونہون نے شکایت جناب امام جعفر صادق ؑ سے کی اونکی تشفی فرما دی۔

اب مین آپکو آپکے امام ابن تیمیہ کی تحقیقات کی حالت بہی بتاؤن جسپر آپکو اسقدر ناز ہے کہ اوسکی کیا حقیقت ہے کیونکہ نہ حضرت زید شہید مدعی خلافت و امامت تھے نہ اس غرض سے اونہونے ہشام سے جنگ کی تہی نہ اونہونے کبہی شیخین کی تعریف کی نہ اونپر ترحم کیا بلکہ اونکا بہی وہی عقیدہ تہا جو کل آئمہ اطہار کا تہا کہ وہ انکو خارج از ایمان سمجھتے اور قابل . . .

پھر کیونکر ممکن تہا کہ شیعہ اونکو امام جانتے یا اونکی امامت کے قائل ہوتے اس لفظ کا اصلی استعمال ابوحنیفہ پر ہوا تہا کہ اونہونے حضرت زید کی ہمراہی کا فتوی دیا تھا اور بوقت جنگ روپوش ہوگئے۔ اسوجہ سے اونکی نسبت رفضتونی کہا گیا اور اونکے اتباع نے اس لقب کو شیعونکی شان مین رواج دیا۔

اگر آپ یا آپکے ابن تیمیہ اہلحدیث سے ہوتے تو حدیث صحیح اسکی تحقیق کرتے کہ اس لفظ

رفض کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کہاں سے اسنے رواج پایا دیکھیے مجمع بحار الانوار مین ہے

لے فرفضہ النبی بضاد المعجمة ای ترک سواله ان یسلم لیاسہ منه صہ ۲۲ جلد ۲

یعنی کرمانی شرح صحیح بخاری مین ہے کہ چھوڑدیا حضرت انے اوس شخص کو یعنی اس خواہش کو کہ وہ اسلام لائے کیونکہ حضرت مایوس ہوچکے تھے اوسکے اسلام سے ۔

دیکھیے اصل ابتدا اس لفظ کی اسی حدیث سے ہے کہ حضرت نے اوس شخص کو چھوڑدیا تھا جسپر لفظ رفض استعمال کیا گیا اوسی سے اس لفظ رافضہ کی ابتدا ہے کہ یعنی صحابہ بھی شیخین کو اسیوجہ سے ترک کردیا کہ اونکے اسلام سے مایوس ہوئے ۔

پس مطابق اس حدیث کے اول رافضی جناب رسالتمآب ہین بعدہ کل اتباع اونکے ہم شیعیان وموالیان سے یہی وجہ ہے کہ اس لغت کی تحقیق مین نہ صاحب نہایہ نے اس رفض کا ذکر کیا ہے جو حضرت زید کی طرف منسوب کیا جاتا ہے نہ صاحب مجمع البحار نے جس سے معلوم ہوا کہ مطابق اونکی تحقیقات کے اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو وہ ضرور ذکر کرتے ۔

کیونکہ مجمع البحار مین یہی چند حدیثین اسکی اصلیت مین لکھی گئی ہین فی ح البراق ۔ استصعب علی النبی ثم ارفض عرقا ای جری عرقه وسال ثم سکن و انقاد وترک الاستصعاب وفیه ان امرأة کانت تزفن والصبیان حولها اذ طلع عمر فارفض الناس عنها ای تفرقوا ومنه ح مرة عوف فی ترک الجمعة فذکر ان به جرحا یمارفض فی اناره ای سال فیه فیجمع وتفرق ۔

یعنی حدیث براق ہی کہ اوسنے حضرت کی سواری کے وقت کچھ شوخی کی۔ ثم ارفض عرقا پھر اوسکے عرق جاری ہوا اور شوخی کو ترک کیا۔

دوسری حدیث مین ہے کہ ایک عورت رقص کرتی تھی اور لڑکے اوسکے گرد تھے کہ عمر طالع ہوئے اور وہ سب دیکھکر انکو جاگئے اور متفرق ہوئے ۔

تیسری حدیث یہ ہے کہ ایک شخص پر ترک جمعہ کے سبب سے عتاب کیا گیا تو بیان کیا کہ اوسکے
ایک زخم ہے جس سے خوف ہے کہ ریم اوسکے کپڑے مین نہ آئے
غرض رفض کے معنی ترک کے ہین اور ان احادیث مین ان ان مواقع پر اوسکا استعمال ہوا ہے
مگر کوئی اصلیت اسکی نہین لکھی ہے کہ حضرت زید نے یہ جملہ کہا ہو۔

بہرحال چونکہ اس لفظ رفض کا استعمال خود رسول اللہ کی نسبت بھی حدیث شریف
مین مذکور ہے اور نیز سراقہ کی نسبت اور نیز اون صحابہ کی نسبت جنہوں نے عمر صاحب
کی صورت دیکھکر ترک قیام کیا تھا۔ اور نیز اوس صحابی کی نسبت بھی جو بعذر زخم شریک
جمعہ وجماعت نہ ہوتا تہا اسلیے لہذا اصل لفظ پر کوئی اعتراض نہین بلکہ آپکی نیت اور مقصود
سے شکایت ہے۔

ہان ابن تیمیہ کی غلطی اس تحقیقات مین اسوجہ بھی ظاہر ہے کہ سنیونکے پیر دستگیر غنیۃ الطالبین
مین قول یہ لکھتے ہین وقیل لہا الرافضۃ لرفضہم اکثر الصحابۃ وامامۃ
ابی بکر وعمر رض ص۲۱۷ کہ رافضہ اسوجہ سے کہا گیا کہ اونہوں نے اکثر صحابہ کو ترک کیا تہا اور
امامت ابوبکر وعمر کی تارک تھے۔ اسکے بعد وہی قول ترک رفاقت زید ہے۔

اس تحقیقات سے تو آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپکے ابن تیمیہ کی تحقیقات کیسی ناقص
تھی کہ نہ اونکو لغت پر اطلاع ہے نہ اقوال سلف پر صرف جوش تعصب اونکو مدہوش
کر رہا ہے۔

ہان دوسرا لقب جو خشبیہ لکھا ہے اور اوسکی جو وجہ قرار دی ہے۔ یہ ایسی تحقیقات ہے کہ
جہانتک اہلحدیث اسپر فخر کرین بجا ہے کیونکہ نہ یہ قول کسی تاریخ مین ملتا ہے نہ حدیث
مین نہ لغت مین صرف یہ اونکے ذہن کی جودت اور طبیعت کی تیزی ہے جسکی کوئی اصل
نہین۔ ہان اگر آپ اونپر جہالت کا الزام نہ لگائین تو مین اسکی اصلیت بھی بتا دیتا ہوں
کیونکہ آپ کو سب وشتم سے کہا فرصت جو درپے تحقیقات ہوں دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر
بذیل حالات عبداللہ بن زبیر کہ ابن الزبیر نے حضرت محمد بن حنفیہ وابن عباس کو
چاہ زمزم کے پاس قید کیا تھا اور آگ لکڑی جمع کی تھی کہ جلا دین۔ یہ خبر جب مختار [illegible]

نقل کی کوکوفہ میں معلوم ہوئی

وسیر ابا المعتمر فی مائة وھانی بن قیس فی مائة وعمر بن طارق فی اربعین ویونس فی ثمانین راکبا فبلغوا مائة وخمسین رجلا فساروا حتی دخلوا المسجد الحرام ومعھم الرایات وھم ینادون یالثارات الحسین حتی انتھوا الی زمزم وقد اعد ابن الزبیر الحطب لیحرقھم وقد بقی من الاجل یومان فکسروا الباب ودخلوا علی ابن الحنفیة فقالوا خل بیننا وبین عدو اللہ ابن الزبیر فقال لھم انی لا استحل القتال فی الحرم فقال ابن الزبیر واعجبا لھذہ الخشبیة ینعون الحسین کانی انا قتلتہ واللہ لو قدرت علی قتلتہ لقتلتھم وانما قیل لھم خشبیة لانھم دخلوا مکة وبایدیھم الخشب کراھة اشھار السیوف فی الحرم وقیل لانھم اخذوا الحطب الذی اعدہ ابن الزبیر ص ۹

تو اونہوں نے ڈیڑہ سو سوار کمک حضرت ابن حنیفہ کے لئے روانہ کیا وہ داخل مسجد الحرام ہوئے اور خون حسین کا نعرہ مار رہے تھے جا کر قید خانہ کا دروازہ توڑا اور محمد بن الحنفیہ کو قید سے باہر نکالا جہان ابن الزبیر نے لکڑی جمع کی تھی کہ دو روز اور گذرجائے تو سبکو جلادین - اہل کوفہ نے جب محمد بن حنفیہ کو قید سے جدا کیا تو کہا چھوڑ دیجئے کہ ہم اس دشمن خدا ابن الزبیر سے سمجھ لیں اونہوں نے جواب دیا ہم خانہ کعبہ میں قتال کو جائز نہیں جانتے ابن الزبیر نے کہا تعجب ہے ان خشبیہ سے جو انتقام خون حسین کے طالب ہیں گویا کہ میں قاتل ہون حالانکہ قسم بخدا اگر مجھے قدرت ہو تو خود میں قاتلان حسین کو قتل کرون - اہل کوفہ کو ابن الزبیر نے خشبیہ اسوجہ سے کہا کہ وہ جو مکہ میں داخل ہوے تو اس خیال سے کہ حرم خدا میں تلوار کھینچنا ناجائز ہے - ہاتھ میں لکڑیاں لئے تھے - دوسری وجہ یہ کہی گئی ہے کہ اونہوں نے وہی لکڑیاں لے لیں جو ابن الزبیر نے محمد ابن حنیفہ کے جلانے کو جمع کی تھیں -

ابتو آپکو اپنے امام اعظم ابن تیمیہ کی تاریخ دانی معلوم ہوئی کہ اونہوں نے خشبیہ کی وجہ تسمیہ مین کیسا مغالطہ کہایا دیا کہ اسکی وجہ یہ قرار دی کہ وہ بغیر امام معصوم کے جہاد کو ناجائز جانتے ہین - اسلیئے بجائے تلوار لٹھ کا استعمال کرتے اور اس وجہ سے خشبیہ انکے کہے گئے -

کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ ابن تیمیہ نے یہ وجہ از راہ جہالت لکہی ہے وہ اصلیت سے ناواقف تھے ہرگز نہین - بلکہ اونہون نے یہ افترا اس غرض سے کیا کہ اگر اصلی وجہ ظاہر کرتے ہین تو اہلسنت اور اونکے خلفا کا کمال اسلام ظاہر ہوتا ہے کہ انلوگون نے خود حرم خدا مین جنگ کیا حالانکہ حضرت نے نہی صریح فرمایا ہے - بخلاف شیعونکے کہ اونکے جہال بھی ایسے امور محرمہ سے پرہیز کرتے یہی فرق ہے درمیان شیعہ و اہلسنت کہ شیعہ ایک منٹ کے لئے بہی خلاف سنت نہین کرنا چاہتے اور اہلسنت ہمہ وقت مخالفت رسول پر آمادہ رہتے ہین -

دیکھئے مختار جو اہلسنت کے یہان اسوجہ سے کافر ہے کہ خون حسین کا اونہون نے انتقام لیا - اونکی فوج جو عموما جاہل ہوتی ہے ایسی خدا ترس اور پابند شریعت ہے کہ بخیال حرمت خانہ کعبہ وہان تلوار نہین نکالتے - بلکہ لکڑیون سے اہلسنت کے خلیفہ کو بھگاتے ہین - بخلاف اسکے خود خلفائے اہلسنت اسطرح حرمت خانہ کعبہ کو برباد کر رہے ہین کہ یزید نے خانہ کعبہ پر چڑہائی کی عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی کو کوڑونسے مار کر اسی خانہ خدا مین قتل کیا ہزارون خون ناحق کیا جناب محمد بن الحنفیہ کو آگ سے جلوانا چاہا حضرت ابن عباس کو بھی اونکے ساتھ ہی جلانا چاہا عبدالملک نے ابن الزبیر کو اسی خانہ کعبہ مین قتل کیا -

یہ تین خلیفہ اہلسنت کی کارروائی ہے - اور وہ مختار بن عبیدہ کی کارروائی جو شیعہ تھا اور انتقام خواہ امام حسین کے لئے کوفہ کا امیر بنا اور خلیفہ اہلسنت کے بھائی مصعب بن الزبیر نے اونہین قتل کیا -

بہرحال جہان ابن تیمیہ کی لیاقت علمی ظاہر ہوئی وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سب القاب عطایائے خلفائے اہلسنت سے ہے کہ مظلوم شیعونپر اونکی یہ نوازش تھی کہ نہ صرف قتل و غارت سے کام لیتے بلکہ ایسے ایسے القاب نفرت انگیز سے یاد کرتے - پھر بتلائے آپ ظالمونکے حامی وطرفدار ہین یا مظلوم کے کیونکہ یہ تو اون ملاعنہ کا ظلم تھا جو ایسے القاب

سے ازراہ کمال عداوت یاد کرتے۔ آپ کیوں اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے۔
ابن تیمیہ نے یہ بھی ایک فریب دیا کہ اس لقب کو لقب عام شیعہ قرار دیا حالانکہ ابن الزبیر نے ایک خاص مقام پر ایک خاص غرض پر یہ لقب دیا تھا وہ بھی خاص ایک جماعت کو آپنے شیعوں پر نوازش کی کہ سبکا یہی نام قرار دیا جسکی جزا منتقم حقیقی سے پا چکے ہونگے۔
اگر ایسے القاب پر آپکو نازش ہے تو اوسی تاریخ کامل مین ابن الزبیر کا لقب **المُلحِد** ملاحظہ فرمائیے جو بعض رسول ہے اور اہلسنت کا عام لقب **اصحاب فیل** جو سے مین قرار پایا ہے
مجھے افسوس ہے کہ باوصف خیال اختصار طول ہو گیا اور پھر بھی بہت سے مضامین رہ گئے جنہیں نہ لکھ سکا۔

دوسرا الزام میرا۔ اپنے لفظوں مین یہ لکھتے ہین۔ دوسرا الزام ہمارے رافضی دوست نے یہ لگایا ہے کہ ہمنے معاذ اللہ استغفر اللہ سادات کرام کو ناجائز مولود کہا ہے۔ بھلا کوئی عقلمند اس الزام کو باور کر سکتا ہے بلکہ ہمنے وہان صاف لکھا تھا کہ ایسے خیالات جاہلانہ ہین نہ کہ ہمارا اپنا خیال۔

الجواب افسوس یہی ہے کہ آپ کسیطرح خیانت فی النقل سے باز نہین آتے امام بخاری نے جو روایت بالمعنی سے حدیثونکو غارت کیا آپ اونکی تقلید کئے جاتے ہین۔ مینے جب آپکی پوری عبارت نقل کر دی تو پھر عقلمند و غیر عقلمند کے باور کرنیسے اسکو کیا علاقہ پھر مین آپکی عبارت نقل کرتا ہون دیکھین کون کر سکتا ہے کہ آپنے کل سادات و شیعہ کو صریح گالی نہین دی عبارت آپکی یہ ہے۔

یہ تفریع بھی اس قسم کی ہے جو کسی دل چلے سنی نے نکالی تھی۔ کہ اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت ناجائز اور غصب ہے تو شیعہ سادات سب ۔۔۔ زادے ہین کیونکہ شہربانو جو سادات کی بڑی امان ہے حضرت عمر کا عطیہ ہے جب خلافت عمری ناجائز ہے تو عطیہ کہان جائز ہو گا نتیجہ صاف ہے ۔۔ گو ہم اس قسم کے نتائج جاہلانہ تفریعات جانتے ہین مگر افسوس ہے کہ شیعہ سنیونکو ایسی تفریعات نکالنے پر مجبور کرتے ہین،،

اب دیکھئے آپکے مذہب کا کونسا عقلمند ہے جو اس عبارت کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ آپنے سادات

لوگ گالی نہین دی - ہان اگر اب بھی آپکے مذہب مین ایسے ہی لوگ ہین جو اونٹ کو اونٹ نی کہین اور نماز جمعہ بروز چہارشنبہ پڑہین - تو مجبوری ہے مگر ہمارا گمان آپکے فرقہ کی نسبت ہرگز یہ نہین کہ وہ ایسی صریح جہوٹی گواہی دینگے -

ہان یہ جملہ صحیح ہی کہ آپنے لکھا تہا کہ اس قسم کے نتائج جاہلانہ **تفریعات جانتے ہین** مگر اوسی کے ساتہہ یہ بہی معلوم ہوا کہ آپ اون تفریعات کے پسند کرنیوالے ہین اور صحیح سمجہنے والے جب ہی اوسکو نقل کیا کہ آپکا دل اس سب وشتم سے مسرور ہو۔ ورنہ اگر آپ اسکو ناجائز یا کلمہ کفر سمجہتے تو کیون نقل کرتے - رہا یہ کہ یہ جملہ تفریعات جاہلانہ ہے پس الحمدللہ کہ تابعان کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز ایک ہی حکم مین ہین -

ہان یہی ظاہر کردینا ضروری ہی کہ جس تفریع کو وہ جاہلانہ تفریع کہہ رہے ہین الحدیث مئے مورخہ یکم شوال مین بہی بنام عبدالسلام صادق پوری شایع ہوچکا ہے جسکی یہ عبارت ہے

"پس سوال یہ ہی کہ ایران بعہد خلافت سیدنا عمر رض فتح ہوا آپکے لشکرنے آپکے حکم سے فتح کیا کل غنیمت آپکے حکم سے تقسیم ہوئی لونڈیان غلام آپکے حکم کے بموجب تقسیم کی گئین ان لونڈیون مین شہربانو بھی آئین جنکا نام عربون نے غنچہ رکہا تھا سیدنا عمر نے شہربانو کو شاہزادہ امام حسین کو دینے کا حکم دیا - پس شہربانو بقول شیعہ ناجائز غاصب ظالم خلیفہ کے وقت مین ناجائز جہاد کے ذریعہ سی فتح ہوکر آئین - اور غاصب ناجائز ظالم خلیفہ کے حکم کے بموجب حضرت امام حسین کے ہاتھ آئین - پس جو اولاد حضرت شہربانو سے ہوئی وہ بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہین اور اپنی فتح کردہ لونڈی کو حضرت عمر نے جو امام حسین کو دیا اسوجہ سی حضرت عمر امام حسین کی اولاد کے آقاے نامدار محسن بزرگوار ہوئے یا نہین صلا سطر ۱۲"

اب براہ کرم اڈیٹر صاحب فرمائین یہ تفریع جاہلانہ ہے یا عالمانہ - آپکے اخبار مین یہ مضمون شایع ہوچکا ہے یا نہین ؟ عبدالسلام کو آپ عالم کہتے ہیں یا جاہل ؟ اگر جاہل تہا تو اوسکی تحریر کیون شایع کی کیا آپکا اخبار جاہلون کی تحریر کے لئے ہے -

ہم امید کرتے ہین کہ اہل فہم اس تحریر کو اور پہر مولوی ثناء اللہ کی اس دوسری تحریر کو بغور ملاحظہ فرماکر تصفیہ کرین کہ وہ اس خیال کے موافق ہین یا مخالف -

اور اس تحریر پر ہمارا یہ جملہ کیسا صابرانہ جملہ ہے "بیشک بیشک حضرت شہربانو شیعوں اور سادات کی بڑی اماں ہیں جسپر کل شیعہ و سادات فخر کرتے ہیں - اور سنیوں کی بڑی اماں صنحاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم - اور ہندہ جگر خوارہ والدہ معویہ بن ابوسفیان جسپر جہانتک اہلسنت فخر کریں کم ہے کیونکہ ایسا نسب نامہ کسیکو نصیب ہوا ہے نہ خدا کرے کہ کسیکو نصیب ہو -"

دیکھیئے اپنے نامہ نگار کی تحریر "بس جو اولاد حضرت شہربانو سے ہوئی وہ بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہیں" پھر اپنی تہذیب دیکھیئے کہ اسی مضمون کو آپ کسطرح لکھتے ہیں "وہ تو شیعہ سادات سب . . . زادے ہیں کیونکہ شہربانو جو سادات کی بڑی اماں ہیں"

اب للہ کہیئے آپ مہذب ہیں یا وہ جنکی تفریع کو جاہلانہ کا خطاب دیا۔ نامہ نگار تو حضرت شہربانو لکھ رہا ہے اور آپ "وہ شہربانو جو سادات کی بڑی اماں ہیں"

نامہ نگار لکھتا ہے کہ "بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہیں" جسمیں پھر بھی وہ مقولہ کو دوسری کی طرف منسوب کرتا ہے اور لفظ ناجائز طریقہ لکھتا ہے جو پھر بھی ایک پردہ کے ساتھ ہے اور آپ نہ شیعہ کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں نہ مہذب لفظ لاتے ہیں بلکہ صاف صاف فرماتے ہیں "وہ تو شیعہ سادات سب . . . زادے ہیں"

میں پھر اس مسئلہ کے تصفیہ کو جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کے منصفانہ فیصلہ محول کرتا ہوں کہ برائے خدا بلا خوف لومۃ لائم لکھیے یہ دونو شخص آپکی تحقیقات میں کافر ہوے یا نہیں -

ہاں یہاں میری تہذیب بھی ملاحظہ ہو کہ مینے اسکے جواب میں کیا لکھا صرف اسقدر "سنیونکی بڑی اماں صنحاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم میں اور ہندہ جگر خوارہ والدہ معویہ بن ابوسفیان جسپر جہانتک اہلسنت فخر کریں کم ہے"

نہ یہاں جواز و عدم جواز ولادت کا ذکر ہے نہ حرامزدگی کا - مگر ان دونوں متبرک اور مقدس ناموں میں کچھ ایسی تاثیر ہے کہ سبکے جگر پل گئے اور ہر طرف سے تبرا کا نعرہ بلند ہوا حالانکہ مینے صرف اسمائے گرامی اون ذوات مقدسہ کے لکھے تھے جنکے

صف عصمت وطہارت سے وہ ذرشاہوار پیدا ہوے کہ روم و ایران کے فاتح نکلے کیونکہ نہ ہو اس مضمون کی تو حدیث بھی ہے انجب

تیسرا الزام یہ نقل کرتے ہین "تیسرا الزام لگایا ہے کہ ہمنے اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب کو معاذ اللہ **خاک بدہان قائلش دیوث** لکہا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہلا کوئی اہلسنت ایسا کہہ سکتا ہے - ہان یہ ممکن ہے کہ کسی اہلسنت نے رافضیون کی کتابونکے حوالہ پر بطور الزام شیعونکو ایسا کہا ہو سو آپ پر اوس حوالہ کا جواب دینا ضروری تہا نہ کہ ہمپر الزام لگانا"

الجواب یہ بھی عجب معما ہے کہ محال بہی کہتے ہین - اور ارتکاب بہی کرتے ہین - ایسے جملہ کے قائل کی نسبت **خاک بدہان قائلش** بھی کہتے ہین جو یقینی صحیح ہے اور انشاء اللہ وہ ــــــ بہت جلد واصل بجہنم ہوگا یا ہوگیا ہو - اور پھر ان الفاظ کو درج اخبار اہلحدیث بھی کرتے ہین -

آپنے اس تحریر مین عجب منافقانہ چال سے کام لیا ہے کہ نہ انکار صریح کیا ہے نہ اقرار صحیح - انکار تو اس معنی سے ہے کہ **اہلسنت ایسا نہین کہہ سکتا** جو ایک حد تک صحیح ہے - کیونکہ ایسے جملہ کا قائل سنی نہین ہے بلکہ وہ اس سے خارجی ہے - اور اقرار اس معنی سے ہے کہ ممکن ہے کسینے الزاما کہا ہو لہذا پہلے مین آپکے اخبار سے ان الفاظ کا وجود بلا انکار ثابت کرتا ہون - پھر آپکی تاویلون کی قلعی کہولتا ہون -

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶ صفر سنہ ۱۳۲۶ھ ملاحظہ ہو -

کیا قصور کیا تہا کہ ان لوگون نے اور انکے ہمخیال گروہ نے انکو دنیا سے بھی زیادہ بے حیا بزدل - کمینہ - **دیوث** بنانے کی سعی کی سطر ۲ صفحہ ۷

اور شیر خدا بزدلی - اور بیحیائی سے تاکتا رہے سطر ۱۳ صفحہ ۸

اسپر سوال یہ ہے کہ کیا اس سے بڑہکر **دیوثی** بیحیائی - بے غیرتی ہو سکتی ہے - کیا اس **دیوثی** کی کہیں نظیر مل سکتی ہے - سطر ۵ -

شیر خدا کو اس موقع پر شہادت قبول کرنی تھی اور جان بہاتی تو جان دینا لازم تھا -

لیکن اپنا نام قیامت تک کے لئے اول الدیوثین کی فہرست کے سرنامہ سے مٹانا تھا۔ سطر ۱۱

کیا انہین فقرات کی نسبت اڈیٹر صاحب کہتے ہین وہ خاک بدہن قائلش دیوث لکھا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ، دیکھئے وہ قائل خاک بدہانش۔ آپکے حق مین کیا لکھا ہے جسکی تحریر کو آپنے شایع کیا اور اوسکی تفریعات پر خوش ہوتے ہین۔ وہی خاک بدہانش کہتا ہے یا کیا۔ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے یا کیا۔

اب مین آپکے اس سوال کا "وہ بہلا کوئی اہلسنت کہ سکتا ہے" کیا جواب دے سکتا ہون کیونکہ اسکا تصفیہ آپکے قلم قدرت مین ہے کہ کاتب اسکا اہلسنت ہے یا روافض سے مگر اسقدر مجھے معلوم ہے کہ مینے ایک اشتہار اس مضمون کا آپکو بہیجا تھا کہ الشمس اہلسنت کو مفت ملیگا اسکے جواب مین آپنے لکھا تھا کہ چونکہ یہ اشتہار خلاف میرے مذہب کے ہے لہذا انہین شایع کرسکتا جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ یہ تحریر آپکے مذہب کے مطابق تھی جب ہی اسکو شایع کیا آپکی اس تحریر پر بے اختیار مجھے یہ آیہ یاد آیا۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرہ وما لھم فی الارض ولی ولا نصیر

رہا آپکا یہ جملہ ہان یہ ممکن ہے کہ کسی اہلسنت نے رافضیون کی کتابون کے حوالہ پر بطور الزام شیعونکو ایسا کہا ہو"

جس سے پہلے معلوم ہوا کہ آپ اونکو اہلسنت سے سمجھتے ہین حالانکہ پہلے لکھ چکے ہین "وہ بھلا کوئی اہلسنت ایسا کہہ سکتا ہے"

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ روایات شیعہ مین کوئی وجود ان باتونکا نہین ہے بلکہ بطور الزام استنباط کیا گیا ہے۔

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ بطور الزام ایسا کہنا جائز ہے حالانکہ خود آپکے آئمہ دین اسکی

دوسرا افسوس یہ ہے کہ اوڈیٹر صاحب اصلاح کو برابر دیکھتے ہین اور وہ اسکو بہی دیکھ چکے ہین
کہ اس مضمون کا جواب اصلاح ۱۲ جلد ۱ مین بعنوان **زوال مذہب اہلسنت**
مفصل مرقوم ہو چکا ہے - پہر جو اوسکا حوالہ طلب کرتے ہین تو اسکا نتیجہ بجز تضیع اوقات کیا ہے
بہرحال آپکے نامہ نگار کی تحریر بعد ذکر شجاعت جناب امیر یہ تہی وما لیسے شخص کی محترمہ بی بی بنت
رسول اللہ کو اسی شیر خدا کے آگے ایک بزدلا منافق جو جنگ مین نہ ٹھہر سکتا ہو لات مار کر بے حرمت
کرے (معاذ اللہ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین) اور شیر خدا بزدلی اور بیحیائی سے تاکیا رہے اسپر سوال
یہ ہے کہ اس سے بڑھکر دیوثی - بے حیائی - بے غیرتی کیا ہو سکتی ہے کیا اس **دیوثی کی کہیں**
نظیر مل سکتی ہے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹ء
اسی مضمون کا اثبات نہ آپ اپنی کتاب پوسنے چاہتے ہین - کیونکہ الفاظ ملعونہ کو تو آپ ہی
بطور الزام مان رہے ہین - دیکھئے کتاب الامامۃ والسیاسۃ امام ابن قتیبہ مین ہے ص۱۲ مطبوعہ مصر

کیف کانت بیعۃ علی بن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ وقال ان ابابکر
رضی اللہ عنہ تفقد قوما تخلفوا
عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ
فبعث الیہم عمر فجاء فناداھم وھم
فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا
بالحطب وقال والذی نفس عمر
بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علی من
فیہا فقیل لہ یا اباحفص ان فیہا
فاطمۃ فقال وان فخرجوا فبایعوا
الا علیا فانہ زعم انہ قال حلفت
ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی
حتی اجمع القرآن فوقفت فاطمۃ

یعنی کیونکر ہوئی بیعت حضرت علی بن ابیطالب
کہا کہ جب ابوبکر کی بیعت ہو گئی تو نہ پایا اونہون
ایک قوم کو جو اونکی بیعت سے علیحدہ ہوئی
تہی جنہین حضرت علی ہی تہے تو اوکے پاس
عمر کو بہیجا - وہ آئے اور آواز دی اونکو گہر
مین **علی** کے - اونہونے نکلنے سے انکار کیا -
پس عمر نے **لکڑی** منگائی اور کہا قسم اوس
شخص کی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے یا تو
نکلو - نہین تو ہم اس گہر کو اونکو سمیت جلا دینگے
جو اس گہر مین ہین - کسی نے کہا کہ اے
ابوحفص اس گہر مین **فاطمہ** ہین - کہا ہوا
کرین - پس سب نکلے اور بیعت کی - مگر
علی نے کیونکہ اونہونے کہا مین نے قسم کہائی

رضی اللہ عنہا علی بابها فقالت لا عهد
لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم ترکتم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنازة بین ایدینا وقطعتم امرکم
بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا
حقا فاتی عمر ابا بکر فقال له الا
تاخذ هذا المتخلف عنك بالبیعة
فقال ابوبکر لقنفذ وهو مولی له
اذهب فادع لی علیا قال فذهب
الی علی فقال له ما حاجتك فقال
یدعوك خلیفة رسول اللہ فقال
علی لسریع ما کذبتم علی رسول
اللہ فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی
ابوبکر طویلا فقال عمر الثانیة ان
لا تمهل هذا المتخلف عنك بالبیعة
فقال ابوبکر رضی اللہ عنه لقنفذ
عد الیه فقل له امیر المومنین
یدعوك لتبایع فجاءه قنفذ فادی
ما امر به فرفع علی صوته فقال سبحان
اللہ لقد ادعی ما لیس له فرجع
قنفذ فابلغ الرسالة فبکی ابوبکر
طویلا ثم قام عمر فمشی معه
جماعة حتی اتوا باب فاطمة فدقوا

ہے کہ نکلونگا اور نہ لباس رکھونگا اپنے
دوش پر جبتک قرآن کو نہ جمع کرلونگا
پس کھڑی ہوئیں فاطمہ رضؓ اپنے دروازہ پر
اور کہا مجھے کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوئی
جو تم سے بدتر بُرے محضر پر حاضر ہوئی ہو کہ
چھوڑ دیا تمنے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے
آگے۔ اور فیصل کرلیا اپنے امر کا درمیان
اپنے جسمین نہ ہمسے مشورہ لیا نہ ہمارے
حق کا خیال کیا۔ پس آئے عمر ابوبکر کے پاس
اور کہا کیوں نہیں پکڑتے اس خلافت
سے علیحدہ ہونیوالے کو۔ ابوبکر نے قنفذ
سے کہا جو اونکا غلام تہا کہ جا اور علیؓ کو
بلا لا وہ گیا حضرت علی نے پوچھا کیا حاجت
ہے تیری۔ اوسنے کہا خلیفہ رسول آپکو بلاتے
ہیں حضرت علیؓ نے کہا کسقدر جلد تمنے
افترا کیا رسول اللہ پر۔ قنفذ نے آکر پیغام
پہونچایا تو ابوبکر دیر تک روتے رہے ۔
عمر نے دوبارہ کہا مہلت نہ دو اس پیچھے
رہ جانیوالے کو بیعت سے اپنی۔ ابوبکر نے
کہا قنفذ سے پہر جا وہاں اور کہہ کہ امیر
المومنین تمکو بلاتے ہین کہ بیعت کرو قنفذ
نے پیغام پہونچایا تو حضرت علی نے باواز بلند
کہا سبحان اللہ اوس امر کا دعوی کیا جو

الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت یا علی وابن ابی قحافه فلما
سمع القوم صوتها وبکاءها انصرفوا
باکین وکادت قلوبهم تصدع
واکبادهم تتفطر وبقی عمر ومعه
قوم فاخرجوا علیاً فمضوا به الی
ابی بکر فقالوا له بایع فقال ان انا
لم افعل فمه قالوا اذا والله الذی
لا اله الا هو نضرب عنقك قال
اذاً تقتلون عبد الله واخا رسوله
فلا وابو بکر ساکت لا یتکلم فقال له
عمر الا تامر فیه بامرك فقال لا اکرهه
علی شئی ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق
علیؑ بقبر رسول الله صلی الله علیه
وسلم یصیح ویبکی وینادی یا ابن
ام ان القوم استضعفونی وکادوا
یقتلوننی فقال عمر لابی بکر رضی الله
عنهما انطلق بنا الی فاطمة فانا
قد اغضبناها فانطلقا جمیعا
فاستاذنا علی فاطمة فلم تاذن
لهما فاتیا علیا فکلماه فادخلهما علیها
فلما قعدا عندها حولت وجهها الی
الحائط فسلما علیها فلم ترد علیهما۔

[illegible]

اوسکے لئے نہیں ہے قنفذ نے پھر آکر پیغام
پہونچایا تو ابوبکر دیر تک روتے رہے۔
پس کھڑے ہوئے عمر اور چلے لوگ اونکے ساتھ
یہانتک کہ آئے مکان پر فاطمہؑ کے اور دق
الباب کیا جب حضرت فاطمہؑ نے اونکی
آواز سنی۔ تو چلائیں بلند آواز سے اور کہا
کیا ہوا ہے ابن ابی قحافہ کو (ابوبکر)
(یہاں کچھ الفاظ غلطی کاتب سے رہ گئی ہیں اڈیٹر)
جب سنی قوم نے آواز جناب فاطمہؑ اور رونا
اونکا تو سب روتے ہوئے چلے آئے اور
قریب تہا کہ کلیجے اونکے پہٹ جائیں اور دل
اونکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور ٹھہرے رہے
وہاں عمر اور اونکے ساتھ ایک قوم تھی
پس نکالا علیؑ کو اور لیگئے اونکو ابوبکر
کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو۔ کہا (حضرت
علیؑ نے) کہ اگر نہ بیعت کریں تو کیا ہوگا۔
کہا لوگوں نے قسم خدا کی اسوقت تمہاری
گردن مارینگے حضرت علیؑ نے کہا تو
تم لوگ قتل کروگے ایک بندہ خدا کو اور
رسول اللہ کے بہائی کو۔ عمر نے کہا بندہ
خدا تو ہاں۔ مگر برادر رسول نہیں ہے
اور ابوبکر اوسوقت چپکے تھے کلام نہ کرتے
عمر نے کہا تم اپنا کوئی حکم کیوں نہیں دیتے

السلام فتکلم ابوبکر فقال یا حبیبة
رسول اللہ (۱) واللہ ان قرابة
رسول اللہ احب الیّ من قرابتی و
انک لاحب الیّ من عائشة ابنتی
ولوددت یوم مات ابوک انی
مت ولا ابقی بعده افترانی اعرفک و
اعرف فضلک وشرفک وامنعک
حقک ومیراثک من رسول اللہ
الا انی سمعت اباک رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم یقول لا نورث
ما ترکنا فهو صدقة فقالت ارایتکما
ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم تعرفانه وتفعلان
به قالا نعم فقالت نشدتکما اللہ
الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمة
من رضای وسخط فاطمة من سخطی فمن
احب فاطمة ابنتی فقد احبنی ومن ارضی
فاطمة فقد ارضانی ومن اسخط
فاطمة فقد اسخطنی - قالا نعم سمعناه
من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
قالت اشهد اللہ وملائکته انکما

کہا جب تک فاطمہؑ اونکے پہلوؤں میں ہم کسی
بات پر مجبور نہ کرینگے - پس ملحق ہوئے حضرت
علیؑ قبر رسول اللہ سے چیختے تھے - روتے تھے
اور ندا کرتے تھے - ترجمہ آیہ اے ماجائے
میرے تحقیق قوم نے ہمکو ضعیف کرنا چاہا اور
قریب تہا کہ قتل کر ڈالتے
پس کہا عمر نے ابوبکر سے کہ چلو ہمارے ساتھ
فاطمہؑ کے یہاں کہ ہمنے اونکو غضبناک
کیا ہے - دونو ساتھ گئے اور طالب اذن
ہوئے حضرت فاطمہؑ نے اجازت نہ دی
تب دونو علیؑ کے پاس آئے اور کلام کیا
اونسے اور لیگئے وہ ان دونو کو جب وہان
جاکر بیٹھے تو حضرت فاطمہؑ نے منہ پھیر لیا انکی
طرف دیوار کے - اور ان دونوں نے
سلام کیا مگر حضرت نے جواب سلام نہیں دیا
تب کلام کیا ابوبکر نے اور کہا اے حبیبہ
رسول اللہ ہمنے تمکو رنج دیا تمہاری میراث
کے بارے میں اور [illegible] تمہارے شوہر کے
حضرت فاطمہؑ نے کہا کیا وجہ ہے کہ تیری اہل
تو وارث ہوں - اور ہم محمدؐ کے وارث نہوں
ابوبکر نے کہا قسم خدا کی قرابت رسول اللہ

(۱) ویروی یا حبیبة رسول اللہ اغضبناک فی میراثک منه وفیه وضحک
فقالت ما بالک یرثک اهلک ولا نرث محمد فقال واللہ ان قرابة الخ

اسخطتماني وما ارضيتماني ولئن لقيت
النبي لاشكونكما اليه فقال ابوبكر
انا عائذ بالله تعالى من سخطه و
سخطك يا فاطمة ثم انتحب ابوبكر
يبكي حتى كادت نفسه ان تزهق و
هي تقول والله لادعون الله
عليك في كل صلاة اصليها ثم
خرج باكيا فاجتمع اليه الناس فقال
لهم يبيت كل رجل منكم معانقا
حليلته مسرورا باهله وتركتموني
وما انا فيه لاحاجة لي في بيعتكم اقيلوني
بيعتي قالوا يا خليفة رسول الله ان
هذا الامر لايستقيم وانت اعلمنا
بذلك انه ان كان هذا لم يقم
لله دين فقال والله لولا ذلك و
ما اخافه من رخاوة هذه العروة
ما بت ليلة ولي في عنق مسلم بيعة
بعد ما سمعت ورايت من فاطمة
قال فلم يبايع علي كرم الله وجهه
حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها و
لم تمكث بعد ابيها الا خمسا وسبعين
ليلة - ص ۲۴ مطبوعہ مصر

مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور رحم
میرے نزدیک زیادہ احب ہو میری بیٹی عائشہ
سے اور میں دوست رکھتا تھا کہ مرجاتا اوسی
روز جس روز تمہارے باپ نے انتقال کیا تھا
کیا اسکے بعد آپ گمان کرتی ہیں کہ باوجودیکہ
میں آپکو پہچانتا ہوں اور آپکے فضل و شرف
کو پہچانتا ہوں پھر آپکو حق سے محروم کرونگا
اور میراث رسول اللہ کو روکونگا -
آگاہ ہو کہ میں نے سنا ہے تمہارے باپ رسول
اللہ کو کہ فرماتے تھے ہم نہیں وارث کیے
جاتے جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس
حضرت فاطمہ نے کہا کیا تم دیکھتے ہو یہ بات
کہ اگر ہم کوئی حدیث بیان کریں رسول اللہ
سے تو تم اوسکو مانو گے اور عمل کرو گے
دونوں نے کہا ہاں جناب سیدہ نے کہا
میں تم دونوں کو قسم دیتی ہوں خدا کی کہ
کیا تم نے نہیں سنا ہے رسول کو کہ فرماتے تھے
رضائے فاطمہ میری رضا سے ہے اور غضب
فاطمہ میرے غضب سے ہے پس جو شخص دوست
رکھے فاطمہ کو اوسنے مجھکو دوست رکھا اور
جسنے راضی کیا فاطمہ کو اوسنے مجھے راضی
کیا اور غضب دلایا فاطمہ کو اوسنے مجھے غضب
دلایا مجھے - دونوں نے اقرار کیا کہ ہاں بیشک رسول اللہ سے میں نے یہ سنا ہے پس کہا

جناب فاطمہ نے تمہین گواہ کرتی ہوں خدا کو اور اوسکے ملائکہ کو کہ تم دونون نے ہمکو غضبناک کیا اور
ناراضی کیا ہمکو۔ اور اگر ہم ملاقات کرینگے نبی خدا سے تو تم دونون کی شکایت کرینگے اونکی طرف
پس ابوبکر نے کہا کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین اوسکے غضب سے اور تمہارے غضب سے اے فاطمہ
پھر رونے لگے ابوبکر یہانتک کہ قریب تہا اونکی جان نکل جائے اور جناب سیدہ کہتی تہین کہ قسم
خدا کی مین ہر نماز مین کہ پڑہونگی تم پر بد دعا کرونگی۔ پھر نکلے ابوبکر روتے ہوئے اور لوگ اونکے
پاس جمع ہوئے تو کہا ابوبکر نے ہر شخص تمسے رات کو سوتا ہے اپنے زوجہ کے گلے مین لپٹ کر۔ اور
چھوڑ دیا ہے ہمکو اور اس بات کو جسمین ہم ہین۔ نہین حاجت ہے ہمکو تمہاری بیعت کی۔
پھیر دو تم میری بیعت کو اور معاف رکہو۔ لوگون نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ یہ امر درست
نہین تم ہمسے زیادہ اعلم ہو اگر ایسا ہو تو پھر نہ قائم رہیگا است تک کوئی دین۔ کہا ابوبکر
نے قسم خدا کی اگر یہ نہوتا اور مجھے اندیشہ خرابی کا نہوتا تو ہرگز مین ایک رات بھی اس
حالت مین نہ بسر کرتا کہ میری گردن مین ایک مسلمان کی بھی بیعت ہوتی۔ بعد اون باتو
جسے مینے سنا اور دیکھا فاطمہ سے کہا۔ پس بیعت کیا علی نے یہانتک کہ انتقال کیا جناب
سیدہ نے اور زندہ رہین بعد اپنے باپ کے مگر پچہتر رات۔ عن ۱۴

اس حوالہ سے تو آپکی آنکھین خنک ہوئی ہونگی۔ اور معلوم ہوگا کہ آپکا یا آپکے نامہ نگار
کا جو کچھ الزام جناب امیر پر ہے وہ سب ایسی ہی باتین ہیں جو خود کتب عقیدہ اہلسنت
مین موجود ہین۔ پھر مظلوم شیعون نے کیا غضب کیا۔ اے حضرت اس کا نام لیکر جناب امیر پر
سب وشتم کیا جاتا ہی۔ زمانہ آزادی کا ہے۔ ہفتہ وار اخبار آپکے ہاتہ میں ہی جسقدر چاہئے گالیا
دیجیئے قتل وغارت کر چکے تہی ہی۔

لا صحیح مسلم کا یہ فقرہ بہی آپکو یاد ہوگا وکان لعلی وجہ حیات فاطمہ فلما توفیت استنکر وجوہ
الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر۔ یعنی حضرت علی کو ایک طرح کی آبرو تہی زندگی جناب
فاطمہ سے جب حضرت فاطمہ نے انتقال کیا تو پہر گئی لوگونکے منہ حضرت علی سے اور مضطر ہوئے طرف صلح کرنیکے ابوبکر
بہرحال چونکہ حسب استدعائے اڈیٹر صاحب ہمنے اصلیت اس روایت کی کتب اہلسنت سے ثابت
کردی تو اب یہ دیکھنا رہ گیا کہ اب بہی امر حق کا اقبال کرتے ہین یا کیا۔

ہاں یہی سمجھ کر کہنا چاہیے کہ علامہ ابن قتیبہ کوئی معمولی نہیں ہیں اونکی کتاب الامامۃ والسیاسۃ
بیشک نایاب کتاب تھی مگر خدا بھلا کرے تجار مصر کا جنہوں نے حال میں اس کتاب کو نہایت عمدہ اور خوشخط
چھپوایا ہے - اونکی جلالت قدر کا حال اگر دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب استقصاء الافحام جلد اول ص ۱
لغایت ۲۸ ملاحظہ ہو جسمیں ابن قتیبہ کا محدث عالیشان ہونا اور اس کتاب الامامۃ والسیاسۃ
کا اوسکی تصانیف صحیحہ سے ہونا بکمال توضیح ثابت کیا گیا ہے -

وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری
وقیل المروزی النحوی اللغوی صاحب کتاب المعارف وادب الکاتب کان
فاضلاً ثقۃ سکن بغداد وحدث بہا عن اسحاق بن راہویہ وابی اسحاق
ابراہیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبد الرحمان بن زیاد بن
ابیہ الزیادی وابی حاتم السجستانی وتلک الطبقۃ روی عنہ ابنہ احمد
وابن درستویہ الفارسی وتصانیفہ مفیدۃ کلہا توفی فی ذیقعدہ سنۃ
سبعین وقیل احدی وسبعین وقیل اول لیلۃ من رجب وقیل منتصف
رجب سنۃ ست وسبعین ومائتین والاول اصح ص ۲۵۱ جلد اول

اس عبارت سے ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری المتوفی ۲۷۶ھ کا فاضل ثقہ
ہونا ظاہر ہے اور اسحاق بن راہویہ اور ابو حاتم سجستانی وابی اسحاق ابراہیم بن سفیان ایسے
آئمہ اہلسنت سے روایت حدیث کرنا ظاہر ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ کیسا مقدس عالم سنت ہے
ابن حجر مکی تطہیر الجنان میں لکھتے ہیں جو فضائل معویہ بن ابی سفیان میں بحکم بادشاہ ہمایوں
بادشاہ تصنیف کی گئی -

وقد علمت مما قدمتہ فی معنی الامساک عن ذلک ان عدم الامساک کثیرا ما یکون واجباً
لاسیما مع وقوع العوام بہ وفی تالیف صدرت من بعض المحدثین کابن قتیبۃ مع جلالتہ
القاضیۃ بانہ کان ینبغی لہ ان لا یذکر تلک الظواہر فان ابی الا ذکرہا فلیبین
جریانہا علی قواعد اہل السنۃ حتی لا یتمسک مبتدع ولا جاہل بہا ص ۱۳

جس سے ظاہر ہے کہ ابن قتیبہ کیسا محدث جلیل الشان تھا کہ اسکو مناسب نہ تھا ان امور ظاہرہ کو ذکر کرے یا بغیر اسکے
کہ اوسکی تطبیق کرے قواعد اہلسنت سے لہذا ابن حجر کو ضرورت پڑی کہ اونکی ایسی تاویل کرے کہ قواعد اہلسنت
سے مطابق ہو جائے - انتہی

جواب ثانی استفتا

(نوٹ) اس تحریر مین جہان جہان حاشیہ کا ہندسہ دیا گیا ہے اوسکو بغور پڑہیے گا۔ اڈیٹر

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زید کرمہ تسلیم۔

اصلاح بابت ماہ ذوالحجہ مین علمای اہل سنت سے جو استفتا کیا تہا۔ مجہ بحیثیت ایک سنی حنفی ہونے کے اسکا جواب دینا ضروری تہا مگر بوجہ مختلف ترددات اور نیز اپنی سخت اور طولانی علالت کے جو سے ابتک اسکے متعلق کچہہ نہ لکہہ سکا تہا اب مین مختصراً اسکا جواب گذارش کرتا ہون کہ اہل سنت وجماعت عقیدہ مین جسطرح خلفاے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم سے (معاذاللہ) بغض رکہنے والا اور انپر لعن وتبرا کرنیوالا سخت ترگمراہ وبیدین اور ہالک وشقی ہے اوسی طرح حضرت امیرالمومنین مولی المسلمین سیدنا ومولانا علی بن ابیطالب ودیگر اہل بیت رضوان اللہ تعالی وسلامہ علیہم سے (معاذاللہ) عناد رکہنے والا اور (عیاذاباللہ) انپر سب وشتم اور انکی توہین وتنقیص کرنے والا شقی ازلی شقی اور گمراہ وبیدین ہے۔

پس حضرت سرد فتر اصحاب واہل بیت مصطفے سیدنا علی مرتضی کی شان پاک مین خبیث وبیہودہ کلمات زبان وقلم سے نکالنے سے جو دیکہ آپ وہ بزرگ ہین کہ اصحاب رسول مین لو تو علی مرتضی رض اصحاب سابقین اولین کی جماعت کے رکن اعلی ہین اور بقول محقق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (المرجح انہ اول من اسلم) آپ اول الاصحاب واول المومنین ہین۔ اور اہل بیت مین لو تو آپ اول وافضل اہل بیت نبوی اور ابوالائمۃ الطاہرین ہین ہرگز دین وایمان و اسلام کا مقتضا نہین ہوسکتا علاوہ ایسا شخص جو حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ الفاظ کہے یا اسکو پسند کرے درحقیقت ہرگز اہل سنت والجماعت سے نہین ہے۔ رہے وہ لوگ جو کہا کرتے ہین کہ ہم حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو نہین کہتے بلکہ شیعون کے علی کو کہتے ہین کہ شیعون کے علی ایسے اور ویسے اگرچہ یہ لوگ شیعون کے مقابلہ مین ابن بابویہ قمی کے عیون اخبار الرضا علیہ السلام کی اس روایت سے استناد کرنا چاہتے ہین جسمین حضرت سیدنا امام رضا علیہ السلام نے ایک عیسائی سے

جیسا آپ سے مناظرہ کرتا تہا اقرار لیا کہ اوس عیسی کو مانتے ہین جسکو محمد رسول اللہ نے مانا ہو وہ خدا کا بیٹا
نہین بلکہ رسول ہو۔ لیکن وہ عیسی جسے تم مانتے ہو نحن براء منہ ہم اوس سے بری و بیزار
ہین۔ اسی طرح کہتے ہین کہ ہم اس علی کو مانتے ہین جو رسول کا خلیفہ چہارم اور خلفاء ثلثہ کا دوستدار
ہے۔ شیعون کے علی کو۔ مگر در حقیقت علی تو ایک ہی ہین جسکو دونون مانتے ہین۔ لہذا صرف
الیک ظاہری آڑ ہے حضرت امیر کی شان مین بد زبانی کر یکا جو اہل سنت کی روش و شان
مذہب و ایمان کے ہرگز شایان نہین ہے۔ والسّلام علی من اتبع الہدی۔

یہان مستفتی صاحب جو حنفیت ترک کرکے مذہب شیعہ اختیار کرنا چاہتے ہین عرض کرتا
ہون کہ آپ کو شوق ہو جس مذہب کو چاہین اختیار کرین۔ ایمان و اسلام دل سے ہے جبر و اکراہ
ہدایت اور ضلالت دونون کا رستہ کہلا ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر
اور اگر کوئی کفر کرے فان اللہ غنی عن العالمین
اب ایک دوسری ضروری گذارش مجھے یہ کرنا ہے کہ تازہ پرچہ اصلاح مین آپنے علامہ ابن تیمیہ
کی تکذیب لکہتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السّلام نے یزید کے پاس جانیکو نہین
کہا تھا فقط ابن تیمیہ کی افترا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا امر جو بین الفریقین مسلم ہو اور دونون
طرف اسکی موجود ہون اسکا انکار کیا جا سکتا ہے حضرت سید الشہداء روحی لہ الفداء نے شان
بحالت مجبوری یہ فرمایا تہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ مین شام چلا جاؤن اور یزید کے ہاتھ مین ہاتھ دیدون
وہ جو چاہیگا کریگا مگر ان شیطانون نے ہرگز اسکی بھی مہلت نہ دی۔ جناب سید مرتضی علم الہدی
کرم اللہ وجہہ تنزیہ الانبیاء والائمہ مین فرماتے ہین کہ ولما رای ان لا سبیل
الی العود ولا الی دخول الکوفۃ فسلک طریق الشام سائرا نحو یزید
بن معاویہ لعلمہ علیہ السّلام بانہ علی ما بہ ارق بہ من ابن زیاد و
اصحابہ" پھر آگے چلکر فرماتے ہین وقد روی انہ قال لعمر بن سعد اختاروا
منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ضع یدی فی ید یزید
فہو ابن عمی لیری فی رایہ واما ان تسیروا بی الی ثغر من ثغور المسلمین
اور آپکے بڑے مجتہد صاحب نصارۃ العین کے جواب مین تشیید المبانی کے صفحہ

مین فرماتے ہین "و موید این احتمال است اینکہ آنحضرت از عمر سعد و دیگر روسائے لشکر شقاوت اثر استدعا نمودہ بود کہ مرا زندہ نزد یزید بہ برید یا اجازت رجوع بطرف وطن دہید یا مرا رخصت کنید بہ بلاد دیگر از بلاد مسلمین" انتہی۔

کیا آپ ابن تیمیہ کی خاطر سے آپ جناب **علم الہدیٰ** اور **سلطان العلماء** مجتہد علام کو بھی کاذب و دروغگو اور غیر محقق فرمائینگے ؟

اور آپنے جو کامل کی عبارت نقل فرمائی ہے جسکو وہ بصیغہ تمریض نقل کرتے ہین کہ عقبہ بن سمعان جسنے مدینے سے مکہ اور مکہ سے عراق تک آپکے ساتھ رہا اور تا وقت شہادت آپسے علحدہ نہین ہوا وہ اسکا روایت کا کرتا ہے۔ مین عرض کرتا ہون کہ یہ عقبہ بن سمعان باوجود اس رفاقت و صحبت کے حضرت سید الشہداء کا ساتھ نہ دے سکا اور اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے اس جناب کو دیکھتا رہا اور خود اوس جناب روحی لہ الفداء کا فدیہ نہوا۔ ایسے نالائق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار بجز اہل کوفہ و کوفی پرستون کے کوئی دیانتدار مسلمان نہین کر سکتا۔ اور افسوس ہے کہ **بحار الانوار** کی وہ جلد جسمین واقعہ قیامت خیز کربلا ہے میرے پاس اسوقت نہین ہے مین انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی یہ روایت پیش کرونگا مجھے یاد آتا ہے کہ اسمین بھی یہ روایت موجود ہے۔

مہربانی فرماکر اس گذارش کا جواب باصواب بذریعہ **اصلاح** جلد شایع فرمائیے۔ والسلام

خاکسار حسن از پھلواری از پٹنہ

اصلاح ہمکو اسکی امید نہ تھی کہ بمخاطبہ **اصلاح** آپ ایسے الفاظ تعریضیہ کا استعمال کرینگے "آپکے بڑے مجتہد صاحب" یہ تو وہی جملہ ہے جو اہلحدیث نے لکھا تھا "**شیعونکی بڑی امان شہربانو**" اسیطرح یہ فقرہ "اہل کوفہ و کوفی پرستونکے" لہذا مین امید کرتا ہون کہ اس قسم کے مخاطبات سے معاف رکھینگے خصوصاً ایسی حالت مین کہ آپ حمایت اوس شخص کی کررہے ہین جو بنصوص صریحہ علماء **اہلسنت** ناصبی تہا بلکہ منافق یعنی **ابن تیمیہ** کمراہی۔ کیونکہ ہمکو امید ہے آپ محبان اہلبیت اطہار سے ہونگے انشاء اللہ و بفضلہ و کرمہ۔

لہ خلفائے ثلثہ وغیرہ کی **سامن** الاثبہ کی طرف بہ خیال مطابق اصل اہلسنت ۷

تکلفاً اصل لقباء غلط ہے۔ پھر **سب** صحابہ کا مسئلہ عموماً آپکے یہان محل نظر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۲

قال ابن المنذر لا اعلم احدا یوجب القتل بمن بعد النبی انتہی پھر لکھتے ہیں
والضابط ان ما کان قصدیہ اذای النبی کما وقع من عبد اللہ بن ابی ۔
کفر واما لا فلا کما وقع من مسطح فی قصہ الافک پھر لکھتے ہیں ثم الکلام
انما ھو فی سب بعضھم واما سب جمیعہم فلا شک انہ کفر وکذا سب
واحد منہم من حیث ھو صحابی لانہ استخفاف بالصحبۃ فیکون استخفافا بہ
وعلی ھذا ینبغی ان یحمل قول الطحاوی بغضھم کفر فبغض الصحابۃ کلھم
او بغض بعضھم من حیث الصحبۃ لا شک انہ کفر واما سب او بغض بعضھم لا
آخر فلیس بکفر حتی الشیخین رض نعم حکی القاضی فی سابہما وجہین وجہ عدم
الکفر ان سب المعین او بغضہ قد تکون لامر خاص بہ من الامور
الدنیویہ او غیرھا کبغض الرافضی لہما فانہ انما ھو من جہۃ الرفض و
تقدیم علیا واعتقادہ بجہلہ انہما ظلماہ وھما بریان عن ذلک فہو معتقد
لجہلہ وینتصر لعلی لقرابتہ من النبی فعلم ان بغض الرافضی للشیخین
انما ھو لما استقر فی ذہنہ بجہلہ وما نشاء علیہ من الفساد من اعتقاد
ظلمہما لعلی ولیس کذلک ولا علی یعتقد ذلک قطعاً صفحہ ۱۵۳

کہا ابن منذر نے کہ بجز سب نبی اور کسیکا سب باعث قتل نہیں ہوتا پھر لکھتے ہیں کہ جس سب سے
ایذاء رسول مقصود ہو اوس سے کفر ہوگا جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سے ہوا نہیں تو نہیں جیسا کہ مسطح
سے ہو قصہ افک میں (مسطح خلیفہ اول کے بہت قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ
پر تہمت لگائی تھی مگر کافر نہیں بنائے گئے) تو شیعہ بھی حکم تکفیر سے خارج ہوئے کیونکہ کوئی شیعہ بغرض
ایذائے نبی نہیں سب کرتا ۔ بلکہ اسوجہ سے سب کرتا ہے کہ انکو موذی رسول جانتا ہے پھر لکھتے
ہیں کہ کلام سب بعض صحابہ میں ہے نہ کل صحابہ کے سب میں کیونکہ کل صحابہ کا سب کفر ہے
اسیطرح بعض صحابہ کو بھی اگر کوئی اسوجہ سے سب کرے کہ وہ صحابی تھا تو کفر ہے کیونکہ اس سے
خود نبی کا استخفاف ہوتا ہے اور مناسب ہے کہ اسی پر حمل کیا جائے قول طحاوی کہ بغض صحابہ

کفر ہے یعنی بغض کل صحابہ کفر ہے یا بغض بعض صحابہ بوجہ صحبت آنحضرت کفر ہے۔ رہا سب
یا بغض صحابہ کسی دوسری وجہ کفر نہین یہانتک کہ بغض وسب شیخین بھی کفر نہین
ہان قاضی نے ساب شیخین کے بارہمین جو وجہ نکالی ہے ایک عدم کفر کیونکہ شخص معین کا
سب یا بغض کبھی کسی خاص وجہ سے امر دنیوی وغیرہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض کو
بغض ہے شیخین سے کیونکہ وہ بوجہ رفض حضرت علیؓ کو مقدم رکھتا ہے اور اپنی جہالت سے یہ اعتقاد
کرتا ہے کہ شیخین نے اونپر ظلم کیا حالانکہ شیخین اس سے بری ہین۔ پس چونکہ وہ اسکا معتقد ہے
کہ شیخین نے ظلم کیا۔ اسوجہ سے وہ بغض رکھتا ہے شیخین سے تو معلوم ہوا کہ خود شیخین سے
نہین بغض ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ اپنے گمان مین نصرت کرتا ہے حضرت علیؓ کی بخیال قرابت نبیؐ۔
حالانکہ ایسا نہین ہے نہ خود علیؓ اسکے معتقد تھے۔ لہذا وہ کافر نہین ہوسکتے ۱۱

پس جب مذہب اہلسنت مین خود یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ سب وبغض شیخین موجب تکفیر
ہے یا نہین اور اسکی بھی اجازت ہے کہ کسی امر دنیوی کی وجہ سے بغض رکھنا جائز ہے۔
اگرچہ شیخین ہی سے کیون نہو۔ تو پھر ان کلمات کو بغض شیخین کے بارہمین کس قاعدہ سے استعمال کیا
آپنے تو امام اعظم کی فقہ اکبر کی شرح ملا علی قاری مین بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا ثم فی بسط
الکلام فی نفی تکفیر ارباب الآثام من اہل القبلة ولو من اہل البدعة
دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی
تمہیده وذلك لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه فان سب المسلم
فسق کما فی حدیث ثابت وحینئذ یستوی الشیخان وغیرهما فی هذا الحکم و
لانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بوصف الجمع لا یخرج عن کونه مسلما
عند اهل السنة والجماعة ص ۸۷ مطبوعہ مطبع حنفی سنہ ۱۲۶۹ھ

یعنی ابو حنیفہ نے جو روایت کی ہے دربارہ عدم تکفیر اہل قبلہ اگرچہ اہل بدعت سے ہوں تو اسمین
دلالت ہے اسپر کہ سب شیخین موجب کفر نہین ہے جیسا کہ اسکی تصحیح کی ہے ابو الشکور
سلمی نے کیونکہ سب مسلم موجب کفر نہین ہے بلکہ موجب فسق ہے تو شیخین اور غیر اونکے
مسلمین سے مساوی ہوئے اس حکم مین۔ کیونکہ اگر فرض کیاجاے کہ کوئی قتل کرے شیخین کو

بلکہ ختنین کو تو اسوجہ سے مسلمان ہونیسے نزدیک اہل سنت والجماعت کے خارج نہوگا ۔
توجب باوصف قتل شیخین کوئی شخص خارج الاسلام نہین ہوسکتا تو بوجہ سب کیونکر وہ بیدین
کہا جاسکتا ہی حالانکہ جو قائل ہین بسب شیخین اونکے دلائل ایسے قوی ہین کہ اونسے وجوب
سب ثابت ہی چہ جائیکہ استحباب یا جواز سب ثابت ہو تو آپکا یہ فقرہ ۔ خلفائے ثلثہ سے
بغض رکہنے والا اور انپر لعن و تبرا کرنیوالا سخت تر گمراہ ۔ بیدین ۔ ہالک شقی ہی ۔ کسدرجہ
خلاف شان لتسنن ہی حالانکہ آپکو بعلم الیقین معلوم ہی ۔ کہ کل آئمہ اطہار اونسے ناراض تھی
اور جناب سیدہ نے اونپر بد دعا کی تھی ۔ لہذا مین امید کرتا ہون کہ آپ درمیان خود و خدا
ان کلمات سے توبہ کرینگے ۔ کیونکہ شریعت اسلام نے بلکہ خود مذہب اہلسنت نے انکے گالی دینے کو
کفر نہین سمجہا ہے نہ بیدینی ۔
رہا سب و شتم جناب امیر المومنین کے متعلق جو لکہا وہ باتفاق فریقین مسلم ہے ۔ مگر آپکی
تحریر اداے مافی الضمیر سے قاصر ہی کیونکہ وہ تو یقینی کفر ہے ۔
ےلا وجہ تقول تو تحریر فرمایا حالانکہ اسکی ضرورت نہ تھی کیونکہ جو لوگ اسکے قائل ہین وہ سنداً
اسکو پیش کرتے ہین ۔ مگر آپکا فرض تہا کہ بتاتے یہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ جسطرح
حضرت عیسی کی نبوت کا اقرار ارکان اسلام سے ہے ۔ اوسی طرح اونکا عبد خدا اور مبشر
برسالت رسول اللہ ہونا بھی جزو مذہب اسلام سے ہے کہ اوسکے انکار سے خروج عن الاسلام
لازم آتا ہے ۔ کیونکہ تکذیب صریح قرآن ہی جو کفر ہے ۔ لہذا جناب امام رضا ع کا یہ قول بہت صحیح
ہے کہ اگر عیسی کے فرزند خدا ہونے سے برات نہ کرین تو خروج عن الاسلام لازم آتا ہے ۔
محبت شیخین کہ نہ ضروری اسلام ہے نہ ضروری دین انبیا کہ ابہی معلوم ہوا دنکے سب و
شتم بلکہ قتل سے بہی خروج عن الاسلام نہین لازم آتا لہذا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے ۔
ہان آپکی اس تحریر سے اور نیز اون لوگون کی تحریر سے جو اس روایت سے غلط استناد کرتے
ہین اوس حدیث نبوی کی تصدیق بخوبی ہوئی کہ جو حضرت نے فرمایا ہو ۔ ان فیک مثل عیسی
ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی نزلوہ بالمنزلۃ التی
لیس بہا اخرجہ المحب الطبری کما فی الروضۃ الندیۃ صلاحہ

یعنی حضرت نے فرمایا اے علیؑ تم مین مطابقت ہے عیسیٰ کی کہ یہود نے اونسے بغض رکھا یہانتک کہ اونکی مادر گرامی پر تہمت لگائی اور دوست رکھا نصاری نے یہانتک کہ اوس منزلت پر پہونچایا جسکے وہ اہل نہین علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح امیر روضہ ندیہ مین فرماتے ہین وقد اخرج هذا الحديث من عدة طرق عن علیؑ لاحاجة الی استیفاءها فی هذا الشرح وتقول هذا الحديث من اعلام النبوة وقد صدق قال الحقد غلا فی حقه قوم فاتخذوه الها واحرقهم ع ص ۵۶

یعنی یہ حدیث بہت سے طریقونسے روایت کی گئی ہے کہ ضرورت احصاے طرق نہین ہے۔ اور یہ حدیث علامات نبوت آنحضرتؐ سے ہے۔ اور بہت سچ فرمایا حضرت نے کہ ایک قوم نے غلو کیا حضرت کے بارہمین یہانتک کہ قائل بہ الوہیت جناب امیرؑ ہوئے جنہین حضرتؑ نے جلوادیا تو اب اس تمثیل کو جو حضرات اہلسنت نے دربارہ جناب امیرؑ قائم کی ہے آخری معجزہ نبوت رسول اللہ سمجہنا چاہیئے جو اس عرصہ مین ظاہر ہوا کہ سب وشتم جناب امیرؑ کیلئے بھی وہی نظیر قائم کی گئی۔ اور ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرات اہلسنت کس جوش اسلام سے حضرت عیسیٰ پر بھی سب وشتم کر رہے ہین فصدق رسول اللہ

۳۵ مجھے نہایت حیرت ہے کہ آپنے ابنے ابن تیمیہ کی حمیت وحمایت مین اس تحریر کو لکھا حالانکہ آپکو خوب معلوم ہے ابن تیمیہ کیسا شخص ہے۔ مگر ہم اوس سے قطع نظر کرتے ہیں اصل امر کے متعلق معروض ہے کہ آپکا دعوی یہ ہے کہ وہ جناب امام حسینؑ نے بے شک حالت مجبوری یہ فرمایا تہا کہ مجھے چہوڑ دو کہ مین شام چلا جاؤن اور یزید کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیدون وہ جو چاہے گا کریگا مگر ان شیطانون نے ہرگز اسکی مہلت بہی نہ دی،، اسپر آپ دلیل لائے ہین ایک قول علم الہدی جو اونکا خاص قول ہے جسمین صرف اسیقدر مرقوم ہے کہ آپنے ملک شام کا قصد کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یزید بہ نسبت ابن زیاد ارق ہے۔ لہذا اس دلیل سے آپکا مدعا کسی طرح نہین ثابت ہو سکتا کیونکہ اسمین نہ یہ مذکور ہے کہ وہان جاکر بیعت کرینگے یا اوس سے بیعت لینگے یا مصالحت فرمائینگے بلکہ وجہ ارادہ یہ تحریر ہے کہ انہ ارق به من ابن زیاد واصحابه۔ جو مسلم ہے کہ ابن زیاد کے بہ نسبت اوس سے زیادہ امید ہو سکتی تہی لہذا دلیل غیر مفید ہے۔

دوسری دلیل قول سید مین قد روی ہے جسکو آپ خود بصیغہ تمریض لکھ رہے ہین قد روی جو علامت ضعف ہے کیونکہ نہ راوی کا نام ہے نہ کتاب کا۔
تیسری دلیل قول صاحب تشئید المبانی ہے وموید این احتمال ست جسکی بنا داوسی روایت پر ہے۔ جیسے جناب علم الہدی نے بہ لفظ وقد روی لکھا۔ لہذا آپکے استدلال کا انحصار صرف ایک روایت پر ہے جسے جناب سید نے بہ لفظ قد روی اور تشئید المبانی مین بہ لفظ موید این احتمال ست لکھا۔ اور چونکہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ علماے شیعہ ہمیشہ استدلال اپنا کتب مخالفین سے ثابت کرتے ہیں لہذا بالبداہتہ معلوم ہوا کہ اس تقریر کی بنا وہی اونہین روایات پر ہے جو اہلسنت کے یہان مشہور ہے اور اوسی شہرت کے دفعیہ کیلئے ابن اثیر نے عقبہ بن سمعان کی روایت پیش کی پھر ایسے امر کی نسبت دعوی اتفاق فریقین موجب کمال حیرت ہے۔
اب اگر آپ انصافاً غور کرین تو اسکی اصلیت معلوم ہو کیونکہ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ مین ہے ولما رای الحسین نزول العساکر مع عمر بن سعد بنینوی ومدد هم لقتالہ انفذ الی عمر بن سعد انی ارید ان القاک فاجتمعا لیلا فتناجیا طویلا ثم رجع عمر بن سعد الی مکانہ وکتب الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ قد اطفی النائرۃ وجمع الکلمۃ واصلح امر الامۃ هذا الحسین قد اعطانی ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ ۔ او ان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ ما لہم وعلیہ ما علیہم او ان یاتی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری بینہ وبینہ رایہ وفی هذا لکم رضی وللامۃ صلاح فلما قرء عبید اللہ الکتاب قال هذا کتاب ناصح مشفق علی قومہ فقام الیہ شمر بن ذی الجوشن فقال اتقبل هذا منہ وقد نزل بارضک والی جنبک واللہ لئن رحل من بلادک ولم یضع یدہ فی یدک
لیکونن اولی بالقوۃ منک ولتکونن اولی بالضعف منہ والعجز
فلا تعطہ هذہ المنزلہ
یہی مضمون بجنسہ کتاب بحار الانوار مین ہے جسکے نسبت آپنے ابتداء نمبر میں ظاہر کیا کہ

میرے پاس نہین ہے وہذہ عبارتہ ثم عمر الی مکانہ وکتب الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ قد اطفاء النائرہ وجمع الکلمہ واصلح امر الامۃ ھذا حسین قد اعطانی ان یرجع الی المکان الذی منہ اتی او ان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ مالھم وعلیہ ما علیہم او ان یاتی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری فیما بینہ وبینہ رایہ وفی ھذا لک رضا وللامۃ صلاح -

یعنی جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ عمر بن سعد آمادہ قتال ہے اور فوج پر فوج چلی آتی ہے تو اوسے بلوا بھیجا دیر تک ایکدوسرے مین باتین ہوتی رہین اوسکے بعد عمر بن سعد اپنی جگہ پر واپس آیا اور ابن زیاد کو خط لکھا کہ خدا نے اس فساد کو خاموش کیا اور اتفاق کلمہ حاصل ہوا - اور امت کی اصلاح ہوئی یہ حسینؑ ہین جنھون نے ہمسے یہ وعدہ کیا ہے کہ یہانسے آئے ہین واپس جائین یا کسی سرحد پر چلے جائین کہ وہان یہ بھی ایک مسلمان ہونگے منجملہ مسلمانونکے نفع وضرر مین سبکے مساوی ہونگے - یا یہ کہ جائین طرف یزید کے اور اوسکے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دین - پھر اسکے بعد جو اوسکی رائے ہو جب یہ خط ابن زیاد کو پہونچا تو اوسنے کہا یہ ایسے شخص کا خط ہے جو اپنی قوم کا ناصح ومشفق ہو - اوسپر شمر بن ذی الجوشن نے کہا کیا تو قبول کریگا ان باتونکو حالانکہ وہ تیری زمین مین آگئے ہین اور تیرے پہلو مین قسم خدا کی اگر وہ یہانسے نکل جائینگے تو در تیرے ہاتھ مین اپنا ہاتھ نہ دینگے تو وہ قوی ہو جائینگے اور تو ضعیف ہرگز یہ درجہ اونکو عطا کر

اس سے معلوم ہوا کہ اس مضمون کا لکھنے والا عمر سعد ہے کہ ابن زیاد کو لکھا کہ امام حسینؑ ان باتونپر راضی ہین یہ خود جناب امام حسینؑ کا کوئی قول ہے نہ کوئی کلام بلکہ ابن سعد لکھ رہا ہے - تو جو لوگ خط عمر ابن سعد پر ایمان لاتے ہون وہ بالبتہ اسکو قبول کرسکتے ہین کہ حضرت نے اسکا اقرار کیا ہو - مگر جو لوگ خدا ورسول پر ایمان لاتے ہین - وہ تو کبھی ایسے دشمن خدا کے تحریر پر اعتماد نہین کرسکتے نہ صاحبان عقل وفہم کیونکہ قلم درکف دشمن است مشہور ہے - اور چونکہ مطالعہ سیر وتواریخ سے ظاہر ہے عمر سعد کی دلی خواہش لڑائی جنگ کی نہ تھی - بلکہ وہ چاہتا تھا کسی طرح یہ بلا رفع ہو - لہذا ممکن ہے کہ اوسنے بنا بر مصلحت دروغ

امیر یہ جملہ اپنی طرف سے لکھا ہو۔ کہ حضرت یزید کے پاس جانے کو راضی ہین کہ اوسکے ہاتھہ مین ہاتھہ دین کیونکہ عمر سعد جانتا تہا ابن زیاد ہرگز اسپر نہ راضی ہوگا کہ آپکو یونہی چھوڑ دین کہ مکہ چلے جائین یا اور رہین لہذا اس جملہ کو بڑہایا کہ اس جملہ سے اوسکی رضامندی اقرب بقیاس تہی جیساکہ خط مین لکھا وفی ذلک لک رضی چنانچہ وہ راضی بہی ہوگیا تہا۔ مگر شمر ملعون کے اغوا سے اوسنے بعد قبول انکار کیا۔ چنانچہ تاریخ کامل مین ہے فکتب عمر بن سعد الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ اطفاء النائرۃ وجمع الکلمۃ وقد اعطانی الحسین ان یرجع الی المکان الذی اقبل منہ۔ او ان یسیرہ الی ثغر من الثغور شئنا او ان یاتی یزید امیر المومنین فیضع یدہ فی یدہ وفی ھذا لکم رضا وللامۃ صلاح۔ فلما قراء ابن زیاد الکتاب قال ھذا کتاب رجل ناصح لامیرہ مشفق لقومہ نعم قبلت فقام الیہ شمر بن ذی الجوشن فقال اتقبل ھذا منہ وقد نزل بارضک والی جنبک واللہ لئن رحل من بلادک ولم یضع یدہ فی یدک لیکونن اولی بالقوۃ والعزۃ ولتکونن اولی بالضعف والعجز ولکن ینزل علی حکمک ھو واصحابہ فان عاقبت کنت ولی العقوبۃ وان عفوت کان ذلک لک صـ ۲۳

یعنی عمر سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا کہ خدا نے اس فساد کو فرو کیا۔ اور اتفاق کی صورت پیدا ہوئی کہ حسین نے مجھسے اقرار کیا کہ یا جہانسے آئے ہین وہان واپس جائین یا کسی سرحد پر ہمکو پہونچا دو یا یزید کے پاس جائین اور اوسکے ہاتھہ مین ہاتھہ دین۔ اس مین تمہاری رضا بھی ہے اور صلاح امت بہی۔ ابن زیاد نے جب اس خط کو پڑہا تو کہا یہ اوس شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ ہے۔ اور اپنی قوم پر شفیق۔ ہان ہمنے اسکو قبول کیا۔ تب شمر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ تو اسکو قبول کرتا ہے حالانکہ حسین تیری زمین مین اور تیرے پہلو مین آگئے ہین قسم خدا کی اگر یا بیعت کئے چلے گئے تو وہ زیادہ قوی اور عزیز ہونگے اور تو ضعیف و عاجز ہوگا۔ لہذا بہتر ہے کہ وہ تیری اطاعت مین آئین کہ اسکے بعد اگر تو سزا دیگا

تو تو ولی عفو ہے اور اگر عفو کریگا تو تیرا اختیار ہے۔

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ یہ خط عمر کا لکھا ہے۔ اسمین کوئی قول امام حسین نہین ہے۔ بلکہ عمر خود لکھ رہا ہے جسمین اسکا احتمال قوی ہے کہ مصلحت دروغ آمیز سے اوسنے کام لیا کہ لکھا حضرت اسپر راضی ہین کہ یزید پاس جائین اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین۔ چنانچہ اسکو ابن زیاد نے قبول ہی کیا اور راضی ہو گیا۔ مگر شمر کے بہکانے سے پھر پھر گیا۔

رہا یہ امر کہ مینے لکھا تہا محتمل ہے کہ عمر بن سعد نے خود اپنے دل سے لکھا ہو۔ اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ تاریخ کامل مین ہے فلما اتی شمر بکتاب ابن زیاد الی عمر قال له مالك ویلك قبح الله ماجئت به والله انی لاظنك انت ثنیته ان یقبل ما کتبت الیه افسدت علینا امرا کنا رجونا ان یصلح والله لا یستسلم الحسین ابدا والله ان نفس ابیه لبین جنبیه فقال له شمر ما انت صانع قال اتولی ذلك ونهض الیه عشیة الخمیس لتسع مضین من المحرم صـ ۲۳۔

یعنی جب شمر نامہ ابن زیاد لیکر آیا تو عمر نے کہا تجہے کیا ہوا۔ وائے تجھپر۔ خدا برا کرے۔ اوس خبر کو جو لایا ہے تو قسم خدا کی ہم گمان کرتے ہین کہ تو ہی نے ابن زیاد کو اوس سے پھیرا جو ہمنے لکھا تہا تو نے ہمارے اوس امر کو فاسد کیا جسمین ہمنے بہلائی سوچی تہی کہ اصلاح ہو جائے۔ قسم خدا کی حسین ہرگز نہ قبول کرینگے کبہی۔ قسم خدا کی کہ نفس اونکے باپ کا اونکے دونو پہلو و نمین ہے شمر نے پوچھا پھر تو کیا کریگا۔ کہا کہ مین اسکا متولی ہونگا اور اوسیوقت اوٹھہ کہڑا ہوا شام کو نوین محرم کی۔

اس عبارت سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ عمر سعد کہتا ہے کہ ہمنے ایسی بات لکھی تہی جس سے امید تہی کہ اصلاح ہو جائے۔ جو صاف بتا رہا ہے کہ عمر سعد نے از خود یہ کام کیا تہا نہ یہ کہ اسمین کوئی قول جناب امام حسین ہو۔

اور یہ بھی عمر سعد نے کہا کہ ہرگز جناب امام حسین اسے نہ قبول کرینگے کیونکہ دلمین انکے باپکا نفس موجود بلکہ عمر سعد اسکو ایسا امر محال جانتا تہا کہ اوسنے حضرت کو اسکی خبر ہی نہ دی اور آمادہ قتال ہو گیا۔ یعنی اوسکو یقین کہ حضرت شہادت کو قبول کرینگے بہ نسبت اسکے کہ اسطرح بہی بیعت یزید

اقرار کر ... کیونکر اب آپکا دعوی کرسکتے ہین کہ حضرت نے بحالت مجبوری یہ فرمایا ہو جو امر محال ہے
عمرسعد کو قاتل امام حسین ہی او راوسنے وہ کیا جو قیامت تک آسمان و زمین کو رولائیگا
مگر وہ جانتا تھا کہ جناب امام حسین کس ہمت اور نیت کے آدمی ہین کیونکہ اس سے پہلے ہی جب
ابن زیاد نے لکہا تہا کہ بعیت یزید کی حضرت کے سامنے پیش کرے۔ تو چونکہ جانتا تہا یہ امر محال ہی
لہذا اسکی جرات نکرسکا چنانچہ اوسی تاریخ کامل مین ہی ثم کتب الی عمر یا مرہ ان یعرض
علی الحسین بیعۃ یزید فاذا فعل ذلک رأینا رأینا وان یمنعہ
ومن معہ الماء فارسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمائۃ فارس
فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء وذلک قبل قتل الحسین
بثلاثۃ ایام صہ ۲۲
یعنی ابن زیاد نے عمر کو لکہا کہ بعیت یزید کو پیش کرے امام حسین پر اگر قبول کرین تو پہر ہم اپنی رائے
دیکہینگے اور روکے پانی کو امام حسین اور اونکے اصحاب پر۔ پس عمر سعد نے عمر بن حجاج کو پانچ سو
سوار دیکر گہاٹ روکنے کا حکم دیا چنانچہ اوسنے پانی کو حضرت پر بند کیا اور یہ واقعہ تین روز
قبل قتل امام حسین ہوا،،

دیکہیئے اسمین ابن زیاد نے پہلے یہ حکم دیا کہ بعیت یزید کو عرض کرے امام حسین اور پانی روکے
سو عمر کو پانی روکنا آسان معلوم ہوا مگر اسکی جرات نہو سکی کہ بعیت کا معاملہ پیش کرے۔ تو پہر کیونکر
ممکن تہا کہ جناب امام حسین اسکو کسی طرح قبول کرتے جبکہ حضرت کے قاتلین کو اسکا یقین تھا کہ
کہ آپ ہرگز اسکو نہ قبول کرینگے جس سے کہنے کی بھی اونکو جرات نہوئی۔

غرض اگر آپ واقعات کربلا پر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ جناب امام حسین نے ثبات قدم۔
استقلال حقانیت کی ایک ایسی نظیر قایم کی کہ تاریخ عالم عاجز ہو کہ کوئی واقعہ اسکا مماثل پیش کرسکے
مینے خلاف اپنے قاعدہ کے عبارتین کتب علماء شیعہ کی یہان اسوجہ سے پیش کی کہ آپنے
اسکو مسلم بین الفریقین کہا تھا اور کتب شیعہ سے استدلال کیا تہا اور بحار الانوار کے نہونے پر تاسف
کیا اسلئے ارشاد و بحار الانوار کی عبارت پیش کی۔ ورنہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر کافی تہی
ہان ابن تیمیہ چونکہ طرفداران یزید سے تہا لہذا اوسنے اس جملہ سے جو تحریر عمر سعد سے مشہور

ہو چکا تھا یہ نتیجہ نکالا کہ جب حضرتؑ نے اقرار کر لیا تو دعوی خلافت سے دست بردار ہو گئے
اور آپکو چونکہ حمایت ابن تیمیہ منظور ہے اسلئے ان اقوال سے بجمایت ابن تیمیہ یہ استدلال کیا
حالانکہ آپنے اسپر یہ غور کیا کہ اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے اور اصلیت اوسکی یہی ہے جو ہمنے عرض
کیا اسکا لکھنے والا اور بیان کرنیوالا عمر سعد ہے نہ جناب امام حسینؑ۔
معلوم ہوتا ہے کہ آپکو جوش عقیدت ابن تیمیہ نے اسکی بھی اجازت نہ دی کہ تاریخ کامل تو ملاحظہ
فرمائے کیونکہ وہ اسی مضمون کو جسے آپ قوی فرماتے ہیں بصیغہ تمریض لکھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں
فخرج الیہ عمر فاجتمعا تحادثا طویلا ثم انصرف کل واحد منهما الی عسکرہ و
تحدث الناس ان الحسین قال لعمر بن سعد اخرج معی الی یزید بن
معاویہ وندع العسکرین فقال عمر اخشی ان تهدم داری قال ابنیها لک
خیراً منها۔ قال توخذ ضیاعی قال اعطیک خیراً منها من مالی بالحجاز فکرہ
ذلک عمر وتحدث الناس بذلک ولم یسمعوہ وقیل[۲] بل قال له اختاروا منی
واحدۃ من ثلاث اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منه واما ان
اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی وبینه رایه واما ان یسیروا
بی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا منهم لی ما لهم وعلی ما علیهم
وقد[۳] روی عن عقبہ بن سمعان انه قال صحبت الحسین الی آخرہ ص ۲۲
جیسا کہ اصلاح نمبر میں نقل ہوا۔
یعنی امام حسینؑ کے طلب پر عمر سعد آیا اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے
تو لوگون نے آپس میں یہ بات چیت کی کہ جناب امام حسینؑ نے عمر سے کہا چلو تو ہمارے ساتھ یزید
کی طرف اور ہم دونوں اپنے اپنے لشکر کو چھوڑ دیں عمر نے کہا مجھکو خوف ہے کہ ہمارا مکان گرا دیا جائے
حضرتؑ نے فرمایا ہم اوس سے بہتر بنوا دینگے۔ عمر نے کہا ہماری زراعت لوٹ لی جائیگی حضرتؑ نے
فرمایا بہتر اس سے تجھے دینگے اپنے مال حجازسے۔ عمر نے اس سے کراہت کی۔ لوگوں نے اسکو آپس
مین بیان کیا۔ مگر عمر سے کسی نے نہیں سنا۔
اور کہا گیا ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا تین باتوں سے ایک بات کو اختیار کرو یا جہان سے آئے ہیں وہان

جانے دو یا یزید کے ہاتھہ مین اپنا ہاتہہ دین کہ پھر وہ جیسا مناسب سمجھے کرے - یا کسی سرحد پر لیچلو کہ وہان ہم بھی مانند اور مسلمانونکے ہونگے - اور تحقیق روایت کیگئی ہے عقبہ بن سمعان سے تا آخر -

جس سے معلوم ہوا کہ مورخ کامل اس روایت عقبہ بن سمعان کو قوی جانتے ہین اور اوسکو تکذیب اقوال سابقہ مین پیش کرتے ہین - کیونکہ قول اول جو یہ ہے کہ حضرت نے عمر سعد سے فرمایا کہ ہم دونو شام کیطرف چلین - اسکی نسبت صاف لکھتے ہین تحدث الناس ولم یسمعوہ منہ - یعنی لوگون نے تخمینی طور پر اسکو بیان کیا اور کہتے نہ تھے کہ عمر سے سنا تہا نہ جناب امام حسین سے - اور قول ثانی کو جسکی آپ تائید کر رہے ہین قیل کرکے لکھا جو حسب قول آپکے بصیغہ تمریض ہے - اور قول ثالث کو قوی جانتے ہین کیونکہ بہ لفظ وقد روی عن عقبہ بن سمعان لکھ رہے ہین جسمین عقبہ بن سمعان بقسم تکذیب کر رہا ہے اون اقوال کی جو لوگون نے مشہور کیا تہا کہ حضرت بیعت یزید پر راضی ہوگئے تھے کہ شام مین جاکر اوسکے ہاتہہ مین ہاتہہ دین -

عقبہ بن سمعان نے صرف اسی کی تکذیب نہین کی کہ حضرت نے کسی طرح اونکے قول کو دربارہ یزید قبول کیا ہو بلکہ اسکی بھی تکذیب کرتے ہین کہ عمر سعد نے جو لکھا تہا و اما ان تسیروا الی ای ثغر من ثغور المسلمین شئتم - یعنی جس سرحد پر تم چاہو ہمکو لیچلو - کیونکہ اسمین بہی ایک طرح کا دہبہ تہا - آزادی مین حضرت کے فرق آتا تھا کہ تم ہمکو لیچلو - لہذا عقبہ بن سمعان کو غیرت آئی - اور اوسنے امر حق کا اظہار کیا فواللہ ما اعطاھم ما یتذاکر بہ الناس من انہ یضع یدہ فی ید یزید ولا ان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین و لکنہ قال دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ او دعونی اذھب فی ھذہ الارض العریضۃ حتی ننظر الی ما یصیر الیہ امر الناس ثم یفعلوا

کہ قسم خدا کی حضرت نے کبھی وہ بات نہ عطا کی جو لوگ ذکر کرتے ہین (عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا تہا اعطانی الحسین کہ امام حسین نے یہ باتین ہمکو عطا کین - عقبہ اوسکی تکذیب کرتا ہے قسم خدا ہرگز امام حسین نے یہ بات نہین عطا کی جو لوگ بیان کرتے ہین) کہ حضرت یزید کے ہاتہہ مین ہاتہہ

دینگے ۔ یا یہ کہا کہ ہمکو کسی سرحد پر لیچلو ۔ بلکہ یہ فرمایا تہا کہ یا جہانسے آئے ہین وہان جانے دو ۔ یا چہوڑدو کہ ہم اس ارض عریض مین کہین چلے جائین اور دیکہین کہ لوگونکا نتیجہ کیا ہوتا ہے مگر لوگون نے نہ مانا ۔

ابو الفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ نے بہی مقاتل الطالبین مین اس روایت کو لکہا ہے مگر بیعت کا کہین نام بہی اوسمین نہین ہے فقال ماذا تریدون منی ان مخیر کم ثلاثا

بین ان تترکونی الحق بیزید او ارجع من حیث جئت او امضی الی

بعض ثغور المسلمین فاقیم فیہا صـ ۴۴

جس سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اسیقدر فرمایا تہا کہ یزید کے پاس جانے دو ۔ یا جہانسے آئے ہین وہان جانے دو یا کسی سرحد پر جانے دو ۔ مگر لفظ بیعت نہین فرمایا کہ ہم یزید کی جا کر بیعت کرینگے آپ اس مضمون کو اتفاقی فریقین کہتے ہین حالانکہ ناسخ التواریخ مین ہے وانیکہ در بعضے ازکتب حدیث کردہ اند کہ حسین علیہ السلام با ابن سعد گفت مرا دست باز دار ید تا بمدینہ روم یا بدمشق بشوم و دست در دست یزید دہم تا چہ فرماید این سخنے از در کذب و گزاف است چہ عقبہ ابن سمعان گوید من در صحبت حسین بودم از امروز کہ از مدینہ بیرون شد تا گاہے کہ در عراق شہید گشت ہرگز چنین سخن از وے نشنیدم صفحہ ۲۳۶

پہر تعجب ہے کہ آپ مدعی محبت امام حسین ہوکر ایسا دعوی کرین ۔ اور اوسکو مسلم بین الفریقین قرار دین ۔ حالانکہ فریقین اوس سے انکار کر رہے ہین اور کسیطرح قابل اعتماد نہین مانتے ۔ اگر آپ بعزت امام حسین پہی خیال کرتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ ہرگز آپ اس لفظ کو اپنی زبان مبارک پر جاری نہین کیا ۔ کیونکہ وہ کلام بہی حضرت نے بر سر عام نہین فرمایا کہ ہمکو مکہ جانے دو یا کسی طرف نکل جانے دو کیونکہ اسمین بہی ایک طرح کا عجز تہا لہذا حضرت نے یہ کلام بہی تخلیہ مین عمر بن سعد سے فرمایا تہا جسکو اوسنے یہ اضافہ امر ثالث ابن زیاد کو لکہا ۔

آپ اگر ابن اثیر کے صرف اس فقرہ پر نظر فرمائین تو کافی ہے فما رءوی ملکنو رھط قد قتل ولدہ واہلبیتہ و ۶۰ صحابہ اربط جاشا ولا امضی جنانا ولا اجراء مقدما منہ صـ ۳۲ یعنی آجتک کوئی ایسا شخص نہین دیکہا گیا جسکے اولاد ۔ اہل خاندان ۔ اصحاب قتل کئے گئے

ہون۔ اور وہ ایسا با حواس قوی دل۔ اور جرات مین اقدام کرنیوالا ہو پھر کیونکر ممکن تہا
کہ امام حسین ایسا کلمہ فرماتے۔

۴۵ رہا آپکا کلام دربارہ عقبہ بن سمعان پس علی الراس والعین قبول ہی مگر نہ معلوم اس کلام
کو آپ بطور کلیہ فرماتے ہین یا بطور تخصیص اگر کلیہ ہی تو سب پہلے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایتین
کل منہدم ہوتی ہین جنکو بعلم الیقین معلوم تھا کہ حضرت اس سفر مین شہید ہونگے اور ساتھ نہ دیا
ایسے ہی ہزارہا صحابہ تھے۔ پھر کیا وجہ ہی کہ اونکی روایتین تو مقبول ہون اور عقبہ بن سمعان
کی روایت نہ مقبول ہو جس سے دعوی ابن تیمیہ باطل ہو۔

اور اسکا تو آپکو بھی اقرار ہوگا کہ اس جرم قوی کے ساتھہ اوسکا جرم بہ نسبت عمر بن
سعد کم تہا پھر کیا وجہ ہی کہ اوس روایت کو تو آپ قبول کرین جو قاتل امام کی روایت ہے
اور اوس روایت کو نہ قبول کرین جو قاتل نہین ہی۔ بلکہ وہ شخص ہی جسنے حضرت کی مدد کی
اب آپ ہی انصاف فرمائین کہ آپکا یہ قول وہ ایسے نالائق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار
بجز اہل کوفہ و کوفی پرستونکے کوئی دیانتدار مسلمان نہین کرسکتا ہی، کسپر منطبق ہوسکتا ہے کیونکہ
اوس قول کا ناقل خط عمر سعد ہی یا وہ لوگ جنہونے اصل متکلم و مخاطب سے کچھہ نہین سنا۔ اور
دوسرے قول کا ناقل وہ شخص ہے جو ابتدا سے انتہا تک شریک رہا۔

با اینہمہ اوس قول پر اعتماد کرنیوالے یا ناقل اوسکے آپکے علامہ ابن جزری ہین۔ نہین کیونکہ
مینے تو کامل ہی لکھا ہے لہذا اچہا ہے اونکو کوفی پرست فرمائے یا جو دلمین آئے۔

ہان یہ بہی عرض کردینا ضروری ہی کہ عقبہ بن سمعان کون شخص ہے۔

اوسی تاریخ کامل مین ہی واخذ عمر بن سعد عقبہ بن سمعان مولی الرباب
ابنۃ امرء القیس الکلبیۃ امرءۃ الحسین فقال ما انت فقال انا عبد
مملوک فخلی سبیلہ فلم ینج منہم غیرہ وغیر المرقع بن ثمامۃ الاسدی وکان
قد نثر نبلہ فقاتل فجاء نفر من قومہ فامنوہ فخرج الیہم فلما اخبر ابن زیاد
خبرہ نفاہ الی الزارۃ ج ۴ ص ۳۳

یعنی عمر سعد نے عقبہ بن سمعان کو جو غلام تہا حضرت رباب زوجہ امام حسین کا گرفتار کیا اور پوچھا

تو کون ہی۔ تو کہا مین غلام مملوک ہون لہذا عمر سعد نے چہوڑ دیا او بجز اسکے یا مرقع ابن ثمامہ اسدی کے کوئی نہ بچا جسنے مقاتلہ کیا مگر اوسکی قوم سی ایک شخص آیا اور امان دیکر لے گیا جب ابن زیاد کو اوسکی خبر معلوم ہوئی تو اوسکو مبلا وطن کیا طرف زارہ کے۔

جس سی آپ سمجھ سکتے ہین کہ اوکی جان نثاری نہ کرنا کسی خاص وجہ سی ہوگی کہ بیمار ہوگا یا ضعیف ہوگا ورنہ جان نثاران اور غلامان امام مظلوم سی کوئی ایسا نہ تہا جسنے اپنی جان امام پر نثار نہ کی ہو۔ اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ جو شخص امام کا غلام ہو اور ہمہ وقت حاضر رکاب اوسکی روایت زیادہ قابل قبول ہی یا اوسکی روایت جو خاندانی دشمن اور قاتل امامؑ ہو اوسکی روایت کیونکہ اسکی تصریح ہو چکی ہی کہ اس حملہ کا کاتب عمر سعد تہا جس سے یہ خبر مشہور ہوئی۔

مین آپکے نسبت تو نہین کہہ سکتا کیونکہ آپکا دل ضرور دوسرا دل ہی۔ مگر حضرات اہلسنت نے اسکی یہ اعزت افزائی کی کہ صحاح ستہ کے رواۃ مین اوسکو داخل کیا چنانچہ خلاصہ تہذیب الکمال مین ہے (۳)

عمر بن سعد بن ابی وقاص الزہری عن ابیہ وعنہ الزہری قال العجلی ثقۃ قال ابن معین کیف یکون من قتل الحسین ثقۃ ص ۲۸۳ مطبوعہ مصر

سنن نسائی مین عمر بن سعد بن وقاص زہری سی روایت ہی وہ اپنے باپ سی روایت کرتا ہی اور امام زہری عمر بن سعد سی کہا امام عجلی نے وہ ثقہ ہی۔ کہا ابن معین نے کہ جسنے امام حسینؑ کو قتل کیا وہ کیونکر ثقہ ہو سکتا ہی تو اب اسکی یہی وجہ ظاہر ہوئی کہ چونکہ عمر سعد قاتل امام حسینؑ تہا اسلئے وہ ثقہ بنایا گیا اور اوسکی روایت صحاح ستہ مین داخل ہوئی۔ اور عقبہ بن سمعان کی روایت اسیوجہ سی نہین قبول کیگئی کہ وہ امام علیہ السلام کا غلام تہا اور عمر سعد نے بوجہ غلامی اوسکو قتل نہ کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

آپکو تو اس سی ضرور تعجب ہوگا کہ عجلی نے کیون اسکو ثقہ کہا حالانکہ ابن معین کہتے ہین کیونکر قاتل حسین ثقہ ہو سکتا ہی۔ مگر یہ دیکھکر آپکو تحیر ہوگا کہ ابن حجر عسقلانی سا محقق جسکی تحقیقات تمامی اہلسنت کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً ناز ہی وہ بہی یہی اعتقاد رکہتے ہین کہ عمر بن سعد صدوق ہی یعنی بڑا سچا ہی چنانچہ تقریب التہذیب مین ہی عمر بن سعد بن ابی وقاص المدنی نزیل الکوفۃ صدوق لکن مقتہ الناس لکونہ امیرا علی الجیش الذین قتلوا الحسین بن علی من الثانیۃ قتلہ المختار سنۃ خمس وستین او بعدہا ووہم من ذکرہ فی الصحابۃ فقد جزم ابن

معین بانہ ولد یوم مات عمر بن الخطاب ص ۲۷۰

یعنی عمر بن سعد صدوق ہے مگر لوگون نے اوسکو دشمن رکہا اسوجہ سے کہ قاتلان حسین کا سردار تہا یہ طبقہ ثانیہ سے ہے جسکو مختار نے ۶۵ھ مین قتل کیا اور جو اسکا قائل ہے کہ وہ صحابی تہا اوسنے وہم کیا کیونکہ بروز قتل عمر یہ پیدا ہوا۔

مطابق عقائد ہنود جو قائل تناسخ ہین یہ ہوسکتا ہے اونکی روح نے اسمین حلول کیا ہو۔ مگر اسقدر تو بالیقین معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانی بہی اسکو صدوق مانتے ہین اور طبقہ ثانیہ سے۔

بہر حال ہم امید کرتے ہین کہ آپ اس تحریر پر بنظر تامل غور فرما کر اپنے خیال کی اصلاح فرمائینگے لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

چونکہ آپنے تعجیل جواب کی تاکید فرمائی تہی لہذا مجہے اسقدر اختصار سے کام لینا پڑا ورنہ ابہی ہزارون نکتے ہین اگر آپنے پہر کچہہ توجہ فرمائی تو انشاء اللہ مین بہی حاضر ہونگا والسلام علی من اتبع الہدی

(اڈیٹر)

شیعہ کانفرنس اور مخالفین

سب سے پہلے اہلحدیث نے شیعہ کانفرنس کے رزولیوشن ۳ پر یہ اعتراض کیا تہا کہ اس رزولیوشن کا پاس کرنا ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ کا کام ہے نہ شیعہ کانفرنس کا۔ کیونکہ اس رزولیوشن کا مطلب یہ ہے کہ الہ آباد یونیورسٹی نے جو عربی فارسی کا کورس اس طلبا کیلئے قایم کیا ہے وہ مضر ہے لہذا مثل سابق عربی فارسی کا کورس علیحدہ ہونا چاہئے۔ مگر چونکہ اہلحدیث ایک مذہبی اور متعصب پرچہ ہے لہذا التفات نہ کیا گیا۔

اخبار وکیل مورخہ ۱۳ فروری بہی وہی رنگ لایا ہے کہ لکہتا ہے ورر زولیوشن کی موزونیت مین کلام نہین بات صرف اسقدر ہے کہ شیعہ کانفرنس صرف شیعون کے مفاد سے مخصوص ہے اور چونکہ اس تحریک کا اثر شیعہ سنی دونون فریق پر یکسان ہوگا لہذا بہتر ہوتا اگر کارکنان شیعہ کانفرنس اسکو آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کیلئے چہوڑ دیتے جو عام مسلمانون کی مجلس ہے اور جسمین کسی خاص فریق کی تخصیص نہین "

اس تحریر کو دیکہکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ... مین ... کیا کیونکہ موزونیت مین اسکو عذر نہین یونیورسٹی کے کورس کی خرابی مسلم۔ مگر عذر ہے تو یہ کہ شیعہ کانفرنس نہ پیش کرے سنی کانفرنس پیش کریگی۔ کیون صاحب ... کہ سنی کانفرنس شیعون کی سرپرست ہے اس ... کا کیا علاج

کس شیعہ نے اس کانفرنس کو اپنی کانفرنس کہا۔ اور کب اس کانفرنس نے اس حق نیابت کو ادا کیا حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے علیگڈہ کالج مین شیعونکے حقوق اوسیطرح پامال ہورہے ہین جسطرح ہوگلی وقف کے متولی کے ہاتھ ہماری حق تلفی ہوتی ہے۔

اگر اسپر تحریر کا دلی منشا عناد و مخالفت نہین تو سپر کیون اعتراض کیا جاتا ہے یہ تو اونکے خوش ہونیکی بات تھی کہ اس کورس کی خرابی ایسی ہے کہ شیعہ کانفرنس کے ممبرون یا کارکنون نے بھی اسکی ضرورت محسوس کی عام قاعدہ تو یہی ہے کہ اگر کسی امر کی شکایت کرتے تو جہانتک شکایت کنندونکی تعداد ہوتی ہے بہتر ہی ہے مگر انلوگونکی منطق ہی نرالی ہے اسکو بھی غصب حقوق مین داخل کیکے فریاد شروع کی دیکھیے کہین ایسا نہو کہ اس رزولیوشن کی مخالفت مین آپ حضرات او سکی مدح سرائی مین اپنے اخبارونکو سیاہ کرین۔

ہم گذشتہ واقعات کا اعادہ نہین کرتے بلکہ غور و فکر کیلئے یہی کافی ہے کہ لکھنؤ کے جوڈیشل جج کے خالی ہونیوالے عہدہ کیلئے اخبار وکیل نواب محمد اسحاق صاحب کیلئے تحریک کرتا ہے مگر مسٹر حامد علی صاحب بیرسٹر کا نام نہ لے سکا جو لکھنؤ بامیسے اعلی درجہ کے قابل اور مشہور بیرسٹر ہین کیون صرف اس جرم پر کہ وہ شیعہ ہین پھر ہم انسے کیا امید کر سکتے ہین جسطرح ہندوونکی خواہش ہے کہ وہ تمام سرکاری صیغونمین اپنی قوم کو بھردین اوسیطرح یہ لوگ اپنی ہی فکر کرتے ہیں۔

روئداد جلسہ کارکن کمیٹی آل شیعہ کانفرنس لکھنؤ مورخہ ۲۴ فروری

(۱) جلسہ ہذا کے صدر نشین جناب مولوی آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر تجویز ہوئے۔

۲ (الف) تجویز ہوا کہ تعطیل ایسٹر مین مرکزی کمیٹی کا جلسہ کیا جاوے۔ اور تمام ممبران سے استدعا کیجاوے کہ اس جلسہ مین شریک ہون بشرط معذوری بیرونجات کے ممبر اپنی رای سے بذریعہ تحریر مطلع فرمادین۔

(ب) کمیٹی مین حساب سال گذشتہ اور حساب اجلاس دوم و بجٹ پیش کیا جاوے

۳ کانسٹیٹیوشن کا جلسہ بھی ایسٹر کی تعطیل مذکور مین کیا جاوے۔ اور قواعد موجودہ کانفرنس جملہ ممبران مرکزی کمیٹی و کمیٹی کانسٹیٹیوشن کے پاس بواسطے نظر ثانی کے روانہ کیجائین اور استدعا کیجاوے کہ ایک ہفتہ قبل جلسہ اپنی رائے سے مطلع کرین۔

۵ اجلاس دوم شیعہ کانفرنس کے پاس شدہ رزولیوشن ہائے ہجری ۸ و ۱۷ و ۴۲ کو عمل مین لانیکی غرض سے مرکزی کمیٹی کا جلسہ تجویز مناسب کرے۔

۶ سکرٹری نے دفتر کے واسطے ایک حساب دان شخص کی جو باضابطہ طور پر جملہ حسابات رکھہ سکے مقرر ہونیکی خواہش کی بعد بحث و مباحثہ تجویز ہوا کہ سکرٹری کو اختیار ہے کہ ایک محاسب مشاہرہ ماہانہ مقرر کرین۔ اور اگر ضرورت معلوم ہو تو اوسکی ضمانت لین اور اوسکی تقرری و علحدگی کا اختیار بہی سکرٹری کو رہیگا۔

۷ بورڈنگ ہاؤس کے چندہ کے واسطے تحصیل کرنیکے تا وقتیکہ مرکزی کمیٹی کوئی دوسرا شخص نہ مقرر کرے صرف جناب سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ مقرر کئے جاتے ہین۔ اونکو ایک سرٹیفکٹ بطور اجازت نامہ مہری دستخطی سکرٹری و پریزیڈنٹ صاحب دیا جاویگا اور خاص اس فنڈ کیواسطے جدید رسید بہی چہپوا کر سید صاحب کیخدمت مین سکرٹری بہیجدین۔ اور بذریعہ اخبارات اونکی تقرر کا اعلان کر دین۔

۸ رجسٹری کانفرنس کی فوراً کرائی جائے۔ اور سید آغا حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سے استدعا کیجاوے کہ دوسرے کانسٹیٹیوشن کا انتظار نہ فرمائین بلکہ فوراً رجسٹری کا اہتمام فرمائین۔

۹ پراسپکٹس شیوگر فیکٹری پیش ہو کر تجویز ہوا کہ کمیٹی تجارت کے روبرو پیش کیجاوے۔

۱۰ دربارہ اعانت طلبا امیدواران شیوگر فیکٹری و ہیوٹ و بونگ سکول تجویز ہوا کہ مرکزی کمیٹی پیش کیا جاوے

السید علی غضنفر انریری سکرٹری

اصلاح افسوس کہ جس جوش و خروش سے امسال شیعہ کانفرنس کا اجلاس ہوا اور جس جوش سے چندہ شوگر فیکٹری۔ اور بورڈنگ ہاؤس مین دیا گیا قیم اوس سے بالکل بیخبر ہے اصلاح اور شیعہ دو ماہوار رسالے کہانتک اپنی آواز کو اونچی کر سکتے ہین۔ بہتر ہوتا کہ غیر قومونکے اخبار مین اسکے مضامین اگر یون نہ شایع ہو سکین تو بہ اجرت شایع کئے جائین اور سکرٹری صاحب کو مناسب ہے کہ کم سے کم دو چار ورق پر مختصر روئداد اسکی چہپوا کر جلد شایع کرین تاکہ قوم کو معلوم ہو امسال کسقدر چندہ ہوا اور آیا ایسے جلسونکی خریداری کی ضرورت ہے یا نہین

مومنین کو عموماً ممبران کانفرنس کو خصوصاً لازم ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے اس کارخانہ شکر سازی کو جاری کریں ورنہ اگر غیروں نے قبضہ کیا تو پھر آپکو کوئی قبضہ نہ ملیگا۔

افسوس کہ کارکنان شیعہ کانفرنس بہت کم ہیں۔ خدا مومنین لکھنؤ کو ہمت دے کہ کچھ لوگ ان میری خدمت پر بدل و جان آمادہ ہوں تو پھر دیکھیے یہ کانفرنس کیا کر گذرتی ہے۔ اڈیٹر

اعلان انجمن جعفریہ مظفر نگر

تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ اس زمانہ میں تجارت ترقی کا اعلیٰ ذریعہ ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے فرقہ شیعہ کو اسطرف مطلق توجہ نہیں ہے بلکہ برخلاف اسکے تجارت کو معیوب خیال کرتے ہیں صدر انجمن جعفریہ مظفر نگر نے اس نقص کو محسوس کر کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء میں جو بصدارت عالیجناب قدوۃ العلما مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر ظلہ العالی ہوا تھا اسکے متعلق ریزولیوشن نمبر ۵ پاس کیا جس سے یہ مراد ہے کہ مومنین کو مشترکہ سرمایہ اور قوت سے کام کرنیکی ترغیب دیجاوے اور ایک کارخانہ مکھن سازی کا جاری کیا جاوے اور ایک حصہ کی قیمت پانچ روپیہ ہو تا کہ غریب سے غریب شخص بھی اس میں شریک ہو سکے۔ منافعہ کا نصف حصہ حصہ داران کو دیا جاوے اور باقی نصف سرمایہ مستقل صدر انجمن جعفریہ مظفر نگر میں جمع کیا جاوے یہ تجویز الحمدللہ نہایت پسند کیگئی اور اکثر حضرات نے اوسیوقت حصوں کی خریداری کی درخواست کی مگر چونکہ یہ منظور ہے کہ ہر طبقہ کے مومنین کو فائدہ اوٹھانیکا موقع دیا جاوے لہذا جن حضرات کو جسقدر حصص خریدنے منظور ہوں اونکی تعداد سے مطلع فرماویں۔ اور فارم منسلکہ میں درج فرما کر اور فارم مذکور کی خانہ پوری فرما کر نیازمند کے پاس یا دفتر صدر انجمن جعفریہ مظفر نگر میں سکرٹری یا جائنٹ سکرٹری کے پتہ سے روانہ فرماویں۔ کارخانہ ہذا کی تعداد حصص پوری ہونے پر حسب ایکٹ ۱۸۸۲ء کمپنی ہائے ہند رجسٹری کیجاویگی اور عہدہ داران وغیرہ باضابطہ مقرر ہونگے بعد رجسٹری ہونیکے روپیہ یکمشت یا باقساط جیسا طے ہوگا وصول کیا جاوے گا یہ عرض کرنا بھی خلاف موقعہ نہیں ہے کہ ضلع مظفر نگر اس تجارت کے مناسب موزوں مقام ہے۔ اور دریائے گنگ و جمن کے کہادر میں دودہ ارزان و بکثرت ملتا ہے خدا کی ذات سے امید کامل ہے کہ فائدہ کافی ہوگا۔ اگر خدانخواستہ کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو پانچ روپیہ قابل برداشت رقم ہے۔

مین نہایت زور سے اپنی قوم اور برادران ایمانی کو اسطرف متوجہ کرتا ہون کہ خریداری حصص
مین دیر نہ فرمائین اسوقت چھ ہزار کے حصے فروخت ہوئے ہین انشاء اللہ کام شروع کردیا جاویگا
اور آیندہ جسقدر سرمایہ مین ترقی ہوگی اوسیقدر کام مین ترقی ہوگی۔
ایک فارم بہت سی اشخاص کیلئے کافی ہے۔ نام نہایت خوشخط اور بہ سلسلہ نمبر شمار تحریر کئے جاوین

المشتہر سید مظفر علی خان پریسیڈنٹ از مقام جانسٹھ ضلع مظفرنگر

اصلاح حق یہ ہے کہ شیعونکو تجارت کی ضرورت صرف دنیاوی ہی غرض سی نہین ہے کہ ہم
شریف و معزز ہوکر زیادہ محنت یا رذالت کا کام نہین کرسکتے بلکہ دینی ضرورت سی بھی تجارت
کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے کیونکہ انکو بعض چیزین کہانا حرام ہین۔ جسمین شکر اور گھی ایسی
چیزین ہین کہ اگر واقعاً پوچھیے تو طاہر و حلال ملنا اگر محال نہین تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ جہانتک دیکھیے
کفار و مشرکین ہی اسکے بنانے والے ہین۔ لہذا شیعہ کانفرنس کی توجہ شکر سازی کی طرف اور انجمن
جعفریہ کی توجہ گھی سازی کی طرف۔ ایک ایسی قومی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے کہ کسیطرح
بیان نہین ہوسکتا مگر افسوس کہ یہ دونو کام جسقدر ضروری ہین اوسیقدر لاپروائی برتی جاتی ہے۔
خدا ہماری قوم کو ہمت دے کہ اگر دس ہزار روپیہ کا حصہ جو شیعہ کانفرنس سے شکر سازی کے لئے مقرر
ہوا اور حصہ کا حصہ انجمن جعفریہ کی طرف سی گھی سازی کے لئے مقرر ہوا۔ اسپر بھی قوم نے توجہ نکی
تو کیا امید ہوسکتی ہے۔ جہانتک جلد ہوسکے ان دونون تجارتونپر قبضہ کرنا چاہیے جسکے لئے صرف
درخواست ہی نہین کافی ہے۔ بلکہ پریسیڈنٹ صاحب کے نام روپیہ بھیجیے بعدہ فارم منگا کر اوسکی
خانہ پری کیجیے۔ شیعہ کانفرنس کی شکر سازی کا چندہ آپ جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب
بہادر تعلقہ دار پیرپور ضلع اکبرپور کے نام بھیجیے یا بنام سکرٹری شیعہ کانفرنس لکھنو اختیار ہے
جناب پریسیڈنٹ صاحب انجمن جعفریہ معاف فرماینگے کہ آپکا اڈریس جو بنام لفٹنٹ گورنر بہادر
دیا گیا۔ اس پرچہ مین نہ شایع ہوسکا کیونکہ ۵۲ صفحہ تک پرچہ طیار ہوچکا تھا۔
آخر مین یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صدر کو خارج کیجیے عملی صدارت درکار ہے
لفظی صدارت بیکار لکھنو کی انجمنین اسی صدارت کے جھگڑے مین تمام ہوئین۔ خداوند عالم جو عملی
حسن خدمت ... صدارت عطا فرمائیگا۔

ایرانی حالات

دنیا مین صرف ایران ہی ایک ایسا ملک تہا جہان اسلام صادق کا رواج تہا - ملک کا حاکم تھے - رعیا فارغ البال حکومت شرع رائج - مگر جب محمد علی مرزا فرمانروا ہوئے عناد انقلاب مین وہ ترقی ہو رہی ہے کہ پناہ بخدا -

قومی قوت قومی جمعیت روز بروز ترقی پر ہے جس سے یہ کہنا بیجا نہوگا کہ طہران کا حشر بھی وہی ہونیوالا ہے جو فرانس کی انقلابی بغاوت مین دنیا کے حسین شہر پرس کا ہوا تھا کہ لوئی شانزدہم بڑے بے رحمی سے مارا گیا - اور سلطنت ہمیشہ کیلئے جمہوری قرار پائی - اصفہان "نصف جہان" پر بختیاری قبائل کا سردار آقا صمصام السلطنت قابض [illegible] - اور اس نے صوبہ کی اصلاحی و قومی مجلس قائم کرلی ہے - تمام اہل شہر مسلح کر دیئے [illegible] اور جدید قواعد جنگ کی مشق بسرگرمی جاری ہے - شہر اصفہان کو خوب مضبوطی کے ساتھ قلعہ بند کیا جاتا ہے - پچاس ہزار جانباز بختیاری صمصام السلطنت کے ساتھ ہین -

تبریز کی قلعہ بندی بھی اعلی جنگی پیمانہ پر ہو رہی ہے - یورپین جنگی انجنیرون کی امداد سے مورچے اور مدمے بنائے گئے ہین - برقی تارون کا جال ہر طرف بڑی ہوشیاری سے بچھا ہوا ہے - چند روز مین تبریز ناممکن الفتح مقام ہوجائیگا - اور اس انتظام سے فارغ ہوکر دلیر قومی سپہ سالار ستار خان تبریز سے طہران کی طرف حملہ آوری کیلئے روانہ ہوگا - ستار خان کی غیر حاضری مین باقر خان تبریز کا محافظ رہیگا - یہ سپہ سالار بھی ستار خان سے کم صاحب عزم و دلیر نہین ہے -

طہران مین ایک فال بدعلانیہ دیکھی جا چکی ہے - ماہ ذیقعدہ گزشتہ مین شاہی قصر شمس العمارۃ پر شیر و خورشید کا نشان لہرا رہا تہا - جنگلی کوؤن کی ایک کثیر تعداد اس پر ٹوٹ پڑی - اور تمام پھریرا نوچ کر خالی لکڑی رہنے دی - کوون پر بندوقین بھی چلائی گئین مگر وہ ذرا ہٹ کر دوبارہ حملہ کرتے رہے - اس منظر کے فوٹو لئے گئے - اور کسی قومی شاعر نے اسکو یون نظم کیا [illegible]

گویت یک حکایتی شیوا | کن روایت بدوستان صفا
بود بالای قصر بادشہی | شیر و خورشید بیدقی برپا
علم اول نشانہ شاہی است | کاحترامش کنند در ہر جا
سی صد و بست و شش بعد ہزار | رفت از ہجرت رسول خدا
در ششم روز از مہ ذی القعد | تیرہ و تار گشت چو ہوا
چون ابابیل در حکایت فیل | لشکر حق فرود شد ز سما
جمع گشتند و حملہ افگندند | گوش ہا گشت کر ز قاقا قا
چند تیر و تفنگ خالی شد | ننمودند ہیچ یک پروا
ہمہ را پارہ پارہ بنمودند | ماند چوب علم برہنہ بپا
عبرتی گیر اے شہ غافل | تخت نیز ہست در این جا
تخت تو سرنگون ہمی گردد | بنشیند بہ تخت تو اعدا

آزادی خواہ اہل طہران کھلی اس دفعہ کے مشاہدہ سے بڑھ گئے ہین حرف کا سکے فوج انکو دبائے ہے شاہ نے یک معتمد یہ تحفہ مدس مین بھیجا ہے۔ بظاہر ہاتھ پرسی کا نام لیکن در پردہ چالیس ہزار کی فوج کا پیام ہے۔

طہران مین ملکی محاصل نہ آنے سے روپیہ کی اس قدر کمی ہے کہ حکومت نقد کی ضرورت سے بید و قیمہ اور بیچنے اصلی قیمت سے ۵۰ فیصدی کم نرخ پر فروخت کر رہی ہے۔ اور شہر والے خوشی خوشی خرید رہے ہین۔ تمام ملک مین مجتہدین نجف اشرف کا حکم شایع ہو گیا ہے لکہ فرشاہ کو ایک حبہ ملکی آمدنی کا نہ دین۔ اکثر علاقون کے حکام آزادی خواہون کے طرفدار ہین۔ اور جو طرفداری نہین کرنا چاہتے وہ اپنی بے بسی سے لاچار ہین۔

خراسان مین احرار کی قوت روز بروز بڑھ رہی ہے ملکی لگان سب انہون نے وصول کر لیا اور قومی سپاہ کی بنا ہی پر خرچ کر رہے ہین۔ شاہی حکام کا حال ابتر ہے۔ احرار کے پاس + سپیری عشق آباد سے روزانہ نئی کمک آتی رہتی ہے۔

پچھلے ہفتہ کی تازہ خبرون سے مقام رشت فتح ہونیکی خبر کے ضمن مین چار سو سپاہی مع ایک

توپ روانہ ہونے کا ذکر ہوا تھا۔ وہ سپاہی قومی فوج کے تھے۔ اور مقام قزوین لڑنے کے لئے بڑھے تھے۔ قزوین طہران کا دروازہ ہے۔ اگر یہ آزادی پسندون کے ہاتھ آگیا تو سمجھنا چاہئے کہ طہران در اصل محاصرہ مین کر لیا گیا ہے۔ رشت مین شاہ کے بھائی شعاع السلطنت کا آزادی پسندون کے ہاتھ مین گرفتار ہونا۔ اور آزادی پسندون کا شاہ سے اسکے فدیہ مین ایک ہزار پونڈ طلب کرنا بقول ہمعصر حبل المتین ایک شعبدہ بازی ہے۔ شعاع السلطنت خود محمد علی شاہ کا سب سے پہلا مخالف ہے۔ اس کا فدیہ شاہ کیون دینے لگا۔ یہ بھی ایک چال ہے جس کا مقصد آزادی پسندون کو بدنام بنانا ہے۔

رایٹر ایجنسی نے بمقام یزد مین بختیاری سوارون کی لوٹ مار سے ڈر کر کسی سفارت خانہ مین ایک سو ایرانی عورتون اور بچون کی پناہ گزینی کا ذکر کیا تھا۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ اور اوس کا مدعا بھی بختیاری سوارون پر الزام لگانا ہے۔ (وطن)

۵ ارصفر کا اخبار نوبور ریمائے روس لکھتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ دولت روس و انگلیش امور ایران مین مداخلت کرین اور حفاظت قونسلخانہ کے لئے فوج بڑھائین۔

روئٹر کا تار لکھتا ہے کہ تمامی خراسان مین انقلاب عظیم پیدا ہے۔ انجمن ایالتی قایم کی گئی۔ شاہی سپہ سالار معزول کیا گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ شاہی فوج بھی قوم کے ہمراہ ہے جس سے بلا کسی خونریزی کے مشہد پر قوم کا تسلط ہے۔

۱۰ ارصفر کا تار مظہر ہے کہ لارستان مین انقلاب کو روز بروز ترقی ہے۔ جناب حجۃ الاسلام آقا سید عبد الحسین دام ظلہ نے بندر عباس۔ لنگہ پر بھی قبضہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین۔

حبل المتین راقم ہے کہ جناب آقا سید عبد الحسین دام ظلہ نے علی الاعلان فرمایا ہے کہ ایسا گمان نہ کرو کہ ہم صرف قبضہ شیراز او خلیج فارس پر قناعت کرینگے بلکہ ہمکو دو حجۃ الاسلام کے خون کا دعویٰ ہے۔ ایک آقا میرزا حسین بن خلیل طاب ثراہ جو اعاظم مجتہدین نجف اشرف تھے بلکہ ابو العلما اور دوسرے آقا حاجی شیخ محمد باقر اصفہانی رحمہم اللہ کا جنکے لئے ضرور ہے کہ ہم سلطنت مشروطہ کے رواج مین سعی کلی کرین یہی اونکا انتقام ہے۔

جناب آقا سید عبد الحسین دام ظلہ تلامذہ سرکار میرزا طاب ثراہ سے ہین اور حسب آقا ...

وورع و احتیاط سے کام کرتے ہین سبکو معلوم ہے جناب ممدوح نے چند ہی روز مین لارستان
دہجات سو بو شہر پر قبضہ کر لیا اور بہت قریب ہے کہ خلیج فارس و شیراز پر بھی آپکا قبضہ ہو
اور صعر کا تار مظہر ہے کہ بابعالی نے بھی کچھہ فوج محافظت قونصلخانہ کے لئے سرحد آذربائجان
پر اضافہ کیا۔ یہ جواب ہے روس کا کہ ۵ ہزار جوان اوسنے گیلان کے قونصلخانہ پر اضافہ کیا تہا
طہران کی حالت سب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ ابتک بوجہ برودت آب و ہوا کہ طرف
برفستان ہے حامیان قوم ستار خان و باقر خان ساکت تھے جسقدر فصل کی گرمی بڑہ
رہی ہے اوسیقدر قوم کی ہمتین بڑہ رہی ہین بہت قریب زمانہ ہے کہ طہران کا محاصرہ شروع ہو
اور خاندان قاچاریہ کا خاتمہ ہوا۔

کیا انقلاب ہے کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ ممبر و نیز بعد خطبہ و موعظ انکے لئے دعا کی جاتی تہی۔
اور اب یہ زمانہ ہے کہ ہر طرف سے صدائے نفرین بلند ہے کسقدر سچا مضمون ہے کہ جناب
امیر المومنین نے فرمایا۔ ملک کفر کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ مگر ظلم کے ساتھ نہین جمع ہو سکتا

فرزند رسول اور امت یزید

رسالہ اصلاح جلد دہم کے کئی نمبرون مین باقرار ابن تیمیہ یہ مضمون شایع ہوتا رہا ہے
کہ مسلمانو نمین۔ نہین تو بلکہ سنیون مین ایک گروہ ایسا گذرا ہے جو نبوت یزید کا معتقد
تہا۔ اس مضمون نے سنی دنیا مین عموماً اور رو ہابیون مین خصوصاً تہلکہ پیدا کر دیا۔ کینہ
ور دلو نمین آتش غیظ و غضب کو مشتعل کر دیا۔ اسرار مذہب سنیہ کے پردہ کو چاک کر ڈالا
اور مذہب اہلسنت کے دیناسے اوکہاڑ پہینکنے کا سامان مہیا کر دیا۔ اس ہیبتناک نتیجہ سے
خائف ہو کر ہر طرف سے جواب کی فکرین ہونے لگین بے جوڑ عقلی تکے لگائے گئے۔ آسمان
کے قلابے ملائے جانے لگے اور بعد یم عادت کے موافق شیعونکو مفتری قرار دیا گیا مگر افسوس
جبتک اون کل کتابون مین آگ نہ لگا دی جائے اوسوقت تک ان کوششون مین
کامیاب ہونیکی امید بالکل ایسی تہی جیسے شمر صاحبان کے بہشت مین جانیکا وہم
نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت مین تنزل واقع ہونے لگا اسکی جڑین کہوکہلی ہونا شروع ہوئین
اور صرف اس مضمون سے بصد ہا بندگان خدا اپنے قدیمی مذہب سے تائب ہو کر مذہب

اسلام مین داخل ہو گئے۔

اوس مضمون سے یہ مترشح ہوتا تہا کہ کسی زمانہ مین کچھ لوگ نبوت یزید کے قائل تھے جنکے نام و نشان کا اب پتہ نہین ہے۔ مگر موجودہ زمانہ مضمون کے آخری حصہ کا تائید نہین کرتا کیونکہ اس زمانہ مین بہی نبوت یزید کے ایسے معتقد موجود ہین۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ پہلا گروہ علانیہ اپنے کو یزیدی امت قرار دیتا ہوگا اور موجودہ یزیدی حضرات زبان سے تو عمر صاحب کو اپنا نبی ظاہر کرتے اور اپنی کو اونکی امت مین شمار کرتے ہین لیکن دل سے یزید کے پیرو اور اوسکی نبوت کے معتقد ہین۔۔

ان حضرات پیروان یزید کا وجود تو یزید کے بعد سے برابر چلا آرہا ہے۔ البتہ مسلمانون مین مخلوط ہونیکی وجہ سے اپنے عقائد کے چھپانے مین کامیاب رہے لیکن اوپر پانچ چھ سال سے تو ایسے علامات انسے ظہور پذیر ہو رہے ہین کہ یزید کے نبی ماننے کا پردہ فاش ہو گیا۔ دیگر ممالک سے قطع نظر کرکے صرف ہندوستان ہی مین اکثر جگہہ آپ اس یزیدی امت کو کثیر تعداد مین دیکھ سکتے ہین۔ چنانچہ دہلی مین کچھ دنون تک یزید کا پوتا اپنے دادا کی نبوت کے علانیہ اشاعت کرنے مین سرگرم رہا پھر لکھنؤ مین زور پکڑا اور مسلمانون کے ساتھ علانیہ اور گورنمنٹ کے ساتھ در پردہ جہاد کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

چنانچہ اس نے چار یاری نظمون کو اپنا کلمہ اور چار یاری جہنڈون کو دینی شعار قرار دیا۔ مسلمانون کے بزرگان دین کی توہین پر آمادہ ہو گئے اور امت رسول خدا صلعم پر ظلم کرنیکی کمر ہمت باندہ لی۔ یہ سب اسلئے کہ یزید جس حجۃ خدا کا دشمن تہا اوس حجۃ خدا کے ساتہہ یہ یزیدی امت بہی دلی عداوت کا اظہار کرے اور جہانتک ممکن ہو قلب رسول خدا کو زخمی کرنیکا سامان پیدا کرے۔ یہ کوشش کئی سال تک جاری رہی اور خدا و رسول کے صدمہ پہونچانے کی کوئی سعی اوٹھا نہ رکھی گئی۔ مگر تا بکے بنی امیہ یا بنی عباس کا زمانہ تو ہے نہین بلکہ ایسے بادشاہ کا زمانہ ہے جو خود چہبیسون معاویہ پیدا کر سکتا ہے۔ ایسے بادشاہ کے مقابلہ مین انکی کیا چلتی نتیجہ یہ ہوا کہ اس سال سے گورنمنٹ نے چار یاری جہنڈون کا نکالنا اور ایسے نظمون کا پڑہنا باعث فساد قرار دیکر روک دیا۔ اور امت یزیدی پیچ و تاب کہا رہ گئی۔ مگر مادہ اور بغاوت کا مادہ تو خمیر مین داخل تہا پہر یزیدی امت اس سے کہان تھم رہتی جیسا کہ ان ظہور

ہو رہا ہے کہ مختلف اخبارات متعدد اشتہارات اور سیکڑون دیگر ذرایع سے رسولخدا صلعم
پر سب و شتم کیا جا رہا ہے ۔ اونکو گالیان دیجا رہی ہین اور اونکی توہین کا کوئی ذریعہ باقی نہیں
رکہا جاتا ۔ گو ظاہرا یہ سب مظالم حسین مظلوم پر کئے جا رہے ہین مگر مصداق حدیث حسین منی و
انا من الحسین ان سب کے مورد رسولخدا صلعم قرار پاتے ہین ۔ اور یزیدی حضرات کا منشا
دلی بہی آنحضرت ہی کی روح کو ایذا دینا ہے ۔

بطور نمونہ ذیل کا اشتہار ملاحظہ ہو جو ۷ اصفر کو لکھنؤ کے ہر گلی و کوچہ مین تقسیم ہوتا نظر آیا جسمیں
رسولخدا صلعم کی روح کو بیچین کرنے اور اونپر ظلم کرنیکا کوئی دقیقہ اوٹہا نہیں رکہا گیا

گذارش

ہر مذہب و ملت کو آزادی کا حق حاصل ہے کہ اپنے مذہبی امورات کو آزادی کے ساتھ برتے مگر دائرہ
قانون مین چنانچہ تمام سلاطین مین اسی آزادی کی آگ فروختہ ہے ۔ اور جب کبہی پولیٹکل معاملات
مین بادشاہ وقت کو نقصان پہونچا تو آزادی کی حق تلفی ہوئی چنانچہ عالمگیر کی سلطنت کو اسی
آزادی نہ دینا ہی بہت جلد نیست و نابود کر دیا ۔ اسیوجہ سے ہمارے سلطان امیر المومنین و امام المسلمین
خلیفۃ اللہ ملکہ نے اپنی رعایا سے وعدہ فرمایا کہ مین تمکو جامہ آزادی سے آراستہ کرونگا ۔ اس فقرہ نے
اُس بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہماری گورنمنٹ برطانیہ اعظم نے بھی آجتک کسی کے مذہب مین
مداخلت نہین کی چنانچہ سروگی اور بیشنو کے تنازع کی بابت عالی دماغ منصف مزاج حکام نے
بہت آزادانہ خیال کیساتھ یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ سروگی پارسناتھ کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھکر اوٹہاتے
ہین نہ بیشنو کی دل آزاری کیلئے حالانکہ یہ فعل سروگیون کا جدید تہا چونکہ کوئی دفعہ بیل کوٹ کی
مانع نہین تہی لہذا پارسناتھ کے اوٹہانیکا حکم صادر فرمایا گیا اور رسم جدید کا لحاظ نہین کیا گیا بس
کوئی وجہ نہین ہے کہ سنی اپنے پیشواون کے ماتم سے روکے جائین اور ایسی فولاد کی مضبوط
زنجیرون [illegible] جکڑے جائین کہ اپنے مذہبی مراسم بہی ادا نہ کر سکین مین خیال کرتا ہون کہ اگر یہ
فیصلہ بحال رہا تو [illegible] بالکل بند ہو جائیگا اور وہ آزادی کے خوشنما تاج اور
سارٹیفکٹ ہیں کہ گورنمنٹ نے صادر فرمائے تھے واپس لئے جاوین گے کیونکہ ہر شخص کا فرض ہے
کہ اپنی مذہبی ترقی جہانتک ممکن ہو کرے اور یہ قاعدہ ہے کہ ہر شئے اپنے محل پر جدید ہوتی ہے [illegible]

فریق کیلئے باعث رشک وحسد۔ الغرض اب کوئی شخص مذہبی اشاعت کر ہی نہیں سکتا کیونکہ دوسرے
فریق کو امر جدید کی مسل بغل مین دبا کر مدعی بننے کا حق حاصل ہے آدم بہ پہلے ملک۔ اے جان نثاران
عمر رضی اللہ عنہ تمکو مناسب ہے کہ جو کچھ تمکو عذرات ہون عدالت کے روبرو بجائز ذریعہ سے پیش کرو اور
اپنے شہنشاہ وقت سے اپنے حقوق کے لئے اسیطور سے خواہشمند ہو کہ جسطور سے فرزند اپنے
باپ سے اپنی خواہشین ظاہر کرتا ہے جو باتکو طریق مناسب ہے مانگو ہر جو واجب ہو وہ تحمل واجب ہے انکو
تمکو قسم ہے عمر بن علی رضی اللہ عنہ کی ایسا نہ کرنا جیسا شیعہ حسینین نے کیا تھا بادشاہ شام رحمۃ اللہ
عنہ کے ساتھ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے خلاف کیونکہ ہر شے
کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے ہر شے کی عبادت خدا کی ہے اور۔ قسم ہے عثمان بن علی کی ایسو نکا کہیں
نہین ٹھکانا۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہے نہ ادہر کے رہے دیکھو بہت صبر وتحمل
تحمل کے روز کرنا جیسا کہ روز عاشورا مین کیا تھا بلحاظ حفظ امن۔ کرو قدر امن وامان کی ہمیشہ

اطاعت کرو حکمران کی ہمیشہ ختم کر بس تو اپنے بیان کو
دعا دل سے بادشاہ جہانکو کہ اللہ ورکھے ہفتم شہنشاہ دوران
جہان مین رہے مورد فضل رحمان کرے تیغ سے اپنی عالم مسخر
رہے دشمنون پہ ہمیشہ مظفر عدو اسکا پامال فوج الم ہو
مقابل جو آئے سر اسکا قلم ہو

(باقی آیندہ اخبار مین) خدا داری چہ غم داری

محمود علی چار یاری۔ چوپٹیان۔ تھانہ دولتگنج۔ لکھنؤ

یہ اشتہار ہے جو قبل از اربعین شایع ہوا اسپر کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین مگر۔

(۱) پہلا جملہ ہے جب کبھی پولیٹکل معاملات مین بادشاہ وقت کو نقصان پہونچا تو آزادی کی حق
تلفی سے چنانچہ عالمگیر کی سلطنت کو اسی آزادی نے دنیا سے بہت جلد نیست ونابود کر دیا۔
اچھی طرح بتا رہا ہے کہ اسمین گورنمنٹ کو بغاوت کی کیسی دہمکی دی گئی ہے اور اوسکو فتنہ انگیز
پیرایہ مین متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر یزیدی امت کو رسول اللہ کی ایذا دہی کی اجازت نہ دیگی تو
گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کریگی جس سے اوسکی سلطنت دنیا سے بہت جلد نیست ونابود ہو جائیگی
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۲) یہ بہی کسقدر عبرتناک ہے کہ ان احسان فراموشون نے عالمگیر ایسے ظالم بادشاہ سے

انگلش گورنمنٹ ایسی محسن سلطنت کو تشبیہ دی ہے جس سے بڑہکر کوئی تحقیر نہین ہوسکتی
کیونکہ یہ گورنمنٹ رحمت خداوندی ہے۔ گورنمنٹ کو عالمگیر ایسے بادشاہ جابر سے تشبیہ دینا
بجائے خود وہ کلمہ تحقیر ہے کہ اگر گورنمنٹ اسپر نوٹس لے تو اونکی سزا کو کافی ہے۔ مگر نہ معلوم
یہ فرقہ سنیونکے کس فرقہ مین داخل ہے کیونکہ اسی عالمگیر کی حمایت مین الندوہ۔ البشیر
وکیل۔ وطن۔ اہلحدیث کالم کے کالم سیاہ کر رہے ہین کہ وہ ایسا عادل تھا اور ایسا دیندار
اوسی عالمگیر کے نسبت یہ اشتہار ایسے مضامین شایع کر رہا ہے پھر نہ معلوم اسمین کون
سچا ہے ؟

(۳) دوسرا جملہ اس اشتہار کا: "ہمارے سلطان امیر المؤمنین امام المسلمین خلد اللہ ملکہا"
ہے جس سے معلوم ہوا اس فرقہ کے بادشاہ سلطان ترکی ہین۔ اس سے بڑہکر کیا بغاوت ہوسکتی
ہے کہ دوسرے ملک کے سلطان کو اپنا بادشاہ سمجھے۔ اور گورنمنٹ کو یہ دھمکی دے کہ جسطرح
عالمگیر کی سلطنت کو مرہٹون نے تباہ کیا یہ لوگ بہی گورنمنٹ کو نیست و نابود کر دینگے۔

(۴) خدا کی شان سلطان ترکی جنہون نے چند روز سے پارلیمنٹ کی اجازت دی وہ صرف
زبانی وعدہ سے حامی آزادی ہون اور گورنمنٹ برطانیہ جو دنیا مین سب سے زیادہ آزادی
کی حامی ہو حق تلف قرار دی جائے۔ وہ بھی کیون ؟ صرف اسلئے کہ چاریاری دل آزار
نظم کو اوسنے روکا ؟

(۵) تیسرا مسئلہ اشتہار کا سروگی و بشنو کا معارضہ ہے۔ اس کے متعلق صرف یہ سوال ہے
ہم نے مانا پارسا تھا اور یزید۔ پارسا تھا کابت اور یزید کا جھنڈا۔ دونون ایک ہین اور
دونون کا ایک ہی حشر ہوگا لیکن یہ فرمائے کہ سال گذشتہ نوین ربیع الاول مین جب
دل جلے شیعون نے ایک انسان نما شکل بنائی تھی تو آپکے کیون خلاف ہوا اور عدالت
مین چارہ جوئی کی جس پر مجسٹریٹ کو کہنا پڑا وہ ول یہ عمر کابت نہین ہے بلکہ شیعہ کہتے ہین کہ۔
بابا گھر بلا ہے لہذا مقدمہ خارج " جس معارضہ سے آپ یزید کے جھنڈے کی اجازت چاہتے ہین
اوسیطرح شیعون کے بابا گھر بلا بنانے پر اظہار رضامندی کیجئے۔ جب ہم جانین کہ آپلوگون نے
انصاف کا نام کبھی سنا ہے۔

(۶) آخری جملہ قابل نوٹس یہہ ہے مروا لیسا نہ کرنا جیسا حسینؑ نے کیا تہا بادشاہ شام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتہہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے خلاف ،، (آتش بد ہا لنش) اس جملہ سے ممکن ہے کسی شیعہ کو افسوس ہوا ہو لیکن ہم کو تو اس سے اس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ سنیوں کو حضرت عائشہ کے قصہ افک سے بری ہو جانے پر بہی اوسقدر خوشی نہ ہوتی ہو گی - کیونکہ اس جملہ نے اچھی طرح ثابت کردیا یہ سب نبوت یزید کے ماننے والے ہین - اور لکھنؤ کے جھنڈے والے سب کے سب یزید کی امت ہین ورنہ کیا یہ ممکن ہے کسی سنی کے قلم سے ایسا جملہ نکلے حاشا و کلا - کیونکہ سنی تو عام طور سے یزید پر لعنت کرتے ہین - اوسکو لفظ پلید سے یاد کرتے ہین دشمن خدا و رسول سمجھتے ہین اور امام حسینؑ کے بارہ مین تو خود اونکے یہان ہزارون حدیثین ایسی موجود ہین کہ آنحضرت صلعم نے امام حسینؑ کی محبت اطاعت اور جان نثاری شرط اسلام قرار دی ہے آپکے جملہ افعال کو اپنا فعل ثابت کیا ہے اور ھذان امامان قاما او قعدا کہہ کر انکی اطاعت ہر حالت مین فرض ثابت کی ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی سنی اسکا اعتقاد رکھے کہ معاذ اللہ امام حسینؑ نے خلاف اطیعوا اللہ کیا - ہان اگر خود رسول اللہ نے خلاف حکم خدا کیا ہو تو البتہ امام حسینؑ کی طرف بہی ایسا گمان ہو سکتا ہے - اعوذ باللہ من ہذہ الہفوات گورنمنٹ کو بہی اس جملہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے کہ محرم و اربعین مین جھنڈا نکالنے کی جو حضرات ضد کر رہے ہین وہ کہتے ہین کہ ہم امام حسینؑ کا جھنڈا نکالتے ہین اور اسکے بند کرنیسے گورنمنٹ نے ہماری عزاداری موقوف کی - ہم پوچھتے ہین کیا یہ ممکن ہے جس امام حسینؑ کے غم مین وہ جھنڈا نکالتے ہین اونہین حسینؑ کے بارہ مین ایسا اعتقاد رکھین ہرگز نہین بلکہ یہ سب جھنڈے والے نبوت یزید کے ماننے والے اور اوسکی امت ہین - گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر علم بغاوت بلند کرنیکی اجازت چاہتے ہین -

راقم ابو العلا از لکھنؤ

اصلاح - اس اشتہار کا جملہ ،، ای جان نثاران عمرؓ ،، سب سے زیادہ شاندار فقرہ ہے جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ اب تمامی اہل اسلام انکو جان نثاران عمرؓ کے خطاب سے یاد کرینگے - یہی وہ جملہ ہے جسکے اثبات کیلئے آجتک ہزارون بلکہ لاکہون کتابین علم کلام مین تصنیف

ہوئین کہ دنیا کو معلوم ہو یہ لوگ جان نثاران عمر ہین۔ نہ جان نثاران اسلام۔ مگر یہ لوگ اپنی ہٹ دہرمی سے نہیں مانتے تھے اور دعوی اسلام کرتے تھے۔

اس چار یاری جھنڈا کی برکت سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ شیعونکا دعوی بنہایت سچ ہی کہ یہ لوگ صرف فدا رو جان نثار عمر ہین نہ اسلام و رسول اللہ کے جان نثار۔ پہر اس سے بڑہکر کیا حقیت کا ثبوت ہو سکتا ہی کہ جس بات سے بصد زبان منکر تھے۔ اب اوسکا اقرار کرتے ہین اور اشتہار دیتے ہین۔ فقط اڈیٹر۔

معجزہ یا کرامت

اسمرتبہ ماہ محرم الحرام مین سیتاپور اور اطراف سیتاپور مین لکھنوی اشتہارات ممانعت تعزیہ داری اور مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی کے مواعظ اور خیالات کا جابجا چرچا ہوا اور بعض قصبہ سیتاپور کے بعض مقامات پر دو چار لوگون نے اسکا اثر بہی قبول کیا۔ سیتاپور مین بہی اسکی تحریک ہوئی اور لوگون نے بہت روز لگائے مگر یہان کے سنیون نے کسیطرح نہ مانا اور حسب دستور قدیم اوسی شان و شوکت اور جوش و خروش کے ساتھ عزاداری مین حصہ لیا جیسا کہ ہمیشہ وہ تعزیہ داری کرتے تھے۔

اس مرتبہ ایک سے زیادہ ایسی باتین خلاف معمول ظاہر ہوئین جنپر بجز معجزہ اور کسی لفظ کا اطلاق نہین ہو سکتا۔ مین اس مقام پر ایک ایسے واقعہ کا اظہار کرنا چاہتا ہون جسکی تصدیق بخوبی ہو چکی ہی اور جسکی صحت مین کچھہ کلام یا کوئی تاویل نہین ہو سکتی۔

یہ اس حصہ سیتاپور محلہ عالمنگر کا واقعہ ہی جہان بہت زیادہ آبادی سنیونکی ہی ایک ضعیفہ جسکے دو لڑکے ہین ہر سال تعزیہ داری کیا کرتی تہی۔ اس سال قریب محرم اسکے پاس خرچ نہین رہا اور اسکو تعزیہ کی فکر دامنگیر ہو گئی۔

عشرہ محرم کی تاریخین گذرنے لگین اور اس سے کوئی انتظام نہو سکا جب وہ بہت پریشان ہوئی تو اسنے اپنے بڑے بیٹے سے کہا کہ کہین سے ۱۲ روپیہ قرض لا دو کہ مین تعزیہ رکہہ سکون۔ اسکے ہمسایہ کے اور بشیر ساکن اوسی محلہ مین رہتا ہی بہت دوستی ہی اسنے اپنے دوست بشیر سے کہا کہ مجھے دو روپیہ قرض دیدو مین بعد محرم ادا کر دونگا بشیر نے پوچھا کہ

نہین کیا ضرورت لاحق ہوئی اُسنے اصل حال بیان کر دیا کہ بغرض تعزیہ داری دو روپیہ کی ضرورت ہی۔ تب بشیر نے کہا کہ مین تمکو تعزیہ کیواسطے روپیہ ہرگز نہ دونگا اور تم اس خیال کو چھوڑ دو تعزیہ نبناؤ۔ وہ مجبوراً اپنے گھر واپس گیا اور اپنی ماں سے جاکے کہنے لگا کہ مجھے قرض نہین ملا۔ اب وہ زیادہ پریشان ہوئی اور اوسنے اپنے لڑکے سے کہا کہ اچھا یہہ میرا کٹرا تو کہین سے رہن کرکے مجھے دو روپیہ لا دے۔ اسنے وہ کٹرا لیلیا اور بازار مین جاکے رہن کرکے اپنے گہر جا رہا تھا کہ راستے مین پھر اُسی دوست بشیر سے ملاقات ہو گئی۔ بشیر نے پوچھا کہا ں سے آتے ہو اُسنے کہا کہ تمنے روپیہ نہین دئے آخر مین نے کٹرا رہن کرکے یہہ روپیہ بہم پہونچائے اب اپنے مکان کو جاتا ہون اس مقام پر بشیر نے اپنی دوستی کا دباؤ ڈالکر اسکو مجبور کیا کہ وہ تعزیہ نہ بنائے اور اس سے کہا کہ ان روپیون کا غلہ خرید کرکے اپنے گہر لیجا۔ وہ بشیر کے کہنے مین آگیا اور بازار سے غلہ خرید کرکے اپنے گہر لیگیا اسکی ماں نے پوچھا کہ یہہ غلہ کیسا ہی اور کٹرا کیا نتیجہ ہوا تب اُسنے سب حال بیان کیا کہ بشیر نے مجھے تعزیہ داری کو بہت منع کیا اور سمجھا دیا ہی کہ ہمکو تعزیہ نہ بنانا چاہئے لہذا میننے حسب ہدایت بشیر غلہ خرید کر لیا۔ یہہ سنکر اسکی ماں بہت روئی اور اپنے اُس لڑکے کو بہت سخت سست کہا اور خفا ہوئی۔

وہ اسی خیال مین مغموم تہی کہ اُسکا چھوٹا لڑکا جو ابھی کمسن ہی باہر سے آیا اور اپنی ماں کو دو روپیہ دئے اور کہا ایک بزرگ سفید پوش اسطرف سے آگئے ہین جنہون نے تمکو یہہ روپیہ دئے اور کہا کہ اپنی ماں کو دیدینا کہ تعزیہ بنائے۔

اس روایت کو شہرت اور بشیر اور اسکے امثال کو شرمندگی ہوئی بہت سے لوگون نے اسکو جا نچا اور مجھے جب معتبر ذریعون سے دریافت ہو لیا تب مینے اسکو تحریر کیا۔

اسی کے ضمن مین یہہ حال بہی قابل تحریر ہی کہ ایک شخص منشی عنایت اللہ خان سنی المذہب بڈھے آدمی ہین جنہین مین عرصہ سے جانتا ہون وہ ضلع لکھیم پور کے رہنے والے ہین معمولی طور پر نوشت وخواند اردو زبان مین کر لیتے ہین۔

اس سال بعد عشرہ محرم وہ سیتاپور مین آئے اور جس مقام پر ہم دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے وہان شاید دس منٹ سے زیادہ نہ ٹھہر سکے ہم لوگ کچھہ عزاداری ہی کے اذکار کررہے

تھے کہ انہون نے آتے ہی اپنا واقعہ بیان کیا کہنے لگے کہ مین عرصہ سے تعزیہ بناتا ہون اس سال مجھے
بعض لوگون نے مجبور کیا کہ تعزیہ نہ بناؤ اور قسم لی کہ مین تعزیہ نہ بناؤنگا جب محرم شروع ہوا
تو مین اسی خیال مین تھا کہ مین عہد کرچکا ہون اور قسم کھاچکا ہون تعزیہ ہرگز نہ بناؤنگا علاوہ
اسکے میرے پاس کچھ خرچ بھی نہین تھا ۷ محرم تک تو میرا عزم مستحکم رہا اور مینے تعزیہ نہین بنایا لیکن
شب ہشتم کو مجھے کچھ ایسا صدمہ سخت پہونچا کہ اُس ہی عہد اور قسم کو توڑنا پڑا اور صبح کو مجھے خرچ بھی
مل گیا کہ مین نے تعزیہ بنایا۔ اسکے بعد کہنے لگے کہ "ہم جانتے ہین کہ یہہ ایک واہیات
بات ہے مگر قسم خدا کی جو تعزیہ نہ بنائیگا وہ خراب جائیگا۔
اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس زمانے کے پیروان یزید ہزار کوشش انسداد عزاداری
مین کرین کوئی انکے حسب دلخواہ نتیجہ نہین نکل سکتا اور تعزیہ داری کبھی بند نہین ہو سکتی

راقم ادیب سیتاپوری۔

واقعہ تازہ

از کھیڑی۔ راجپوتانہ

بالفعل ایک خبر عبرت خیز اس نواح کی لکھتا ہون امید ہے کہ آپ درج اصلاح فرماوین تاکہ عوام
مطلع ہو جاوین۔ اور یہہ خبر بہت صحیح ہے جو بہت سے لوگون سے مینے تحقیق کرلیا ہے۔
اس کھیڑی کے قرب مین ایک قصبہ نارنول علاقہ ریاست پٹیالہ ہے دو سال سے ایک مہاجن اور
تعزیہ دارونکے درمیان تنازعہ چلا آتا ہے عین شارع عام مین جس طرفسے تعزیہ گذرتے ہین مہاجن نے اپنے
مکان کی ڈیوڑھی جدید بڑہالی جس سے تعزیونکے نکلنے مین دقت ہوئی چنانچہ نارنول والونکے نالش فریاد کی
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پار سال وہ ڈیوڑھی نکلوا دی گئی اور تعزیہ بآسانی حسب دستور نکل گیا مہاجن چونکہ بہت
دولتمند ہے کونسل وغیرہ مین جاکر بہت روپیہ خرچ کرکے امسال آخر عشرہ مین ادسنے ڈیوڑھی لگالی جس سے
نارنول والونے اب تک تعزیہ نہین اوٹھایا اور بہت سے اوسکی کوشش مین گئے ہوے ہین اور تعزیہ ابتک کہیں ہو رہے ہیں
ایک قاضی جو صاحب کہلاتے وکیل تھا اپنی کامیابی پر بسم اللہ کے بہت کچھ جا بیجا تعزیہ کو کہنے لگا اور یہ کہا
[illegible] کو بلاتے نہین جسکے نام کا تعزیہ تم بناتے ہو وہ ان باتونکی پہچوننے کیا ہوتا ہے قدرت خدا دیکھیے
[illegible] قاضی صاحب تعزیہ دارونسے تو دین مین کہکے اپنے گھر پہونچے ہی تھے کہ یکایک اوپر سے ایک لکڑی چھت کی گری
جسکے سبب سے اونکی پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے کہ وہ شام تک بدستور اپنی لنگڑے پاؤن سے پھرتے رہے اس تازہ عبرتناک
نظارہ سے وہ اپنی گستاخانہ الفاظ سے باز نہ آیا اور برابر تعزیہ دارون اور بزرگان دین کی جناب مین گستاخ

کربلا مین اپنے نبی کے نواسہ اور اوسکے حرم کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور جو ہر وقت سلطان روم کے حکم کے منتظر رہتے ہین کہ گورنمنٹ سے بغاوت کرکے سلطنت ہندوستان سے اوسکو بیدخل کرین مگر این خیال است و محال است و جنون۔

راقم ابو العلا از لکھنو۔

اصلاح پیاہم اڈیٹر وکیل و البشیر کو مبارکباد دیتے ہین کہ آپکی دلی تمنا بر آئی فساد ہوا صدہا آدمی گرفتار ہوئے اور ہزارون کا خرچ ہوگا۔ تعزیہ داری کو تو آپ شرک و بت پرستی کہتے تھے اور لکھنو کے سینیون کے صبر و تحمل و ترک تعزیہ داری پر نعرہ تحسین و آفرین بلند کرتے تھے۔ اب کیا ہوا کہ پھر اونھون نے بت پرستی بھی کی۔ اسراف بھی ہوا اور گرفتار بھی ہوئے۔

ابتو آپکا دل خوش ہوا اور آنکھین خنک کہ فساد کی آگ شعلہ ور ہوئی دیکھیے آپلوگونکو کیا نفع ہوتا ہے افسوس دعوی تو صلح کل کا اور عمل ہے فساد کل پر کہ ایک طرف آپ مسلمانونکو ہندوؤن سے لڑاتے ہین دوسری طرف شیعہ سنی مین خون کراتے ہین۔

گذشتہ نمبر مین ہم چند معزز اخبارونکا نام لکھ چکے ہین جنہون نے گورنمنٹ کے فیصلہ کی مدح و ثنا کی ہے اور لکھی تھی کہ نہایت منصفانہ ہے مگر وکیل کو یہ فیصلہ ناپسند ہے۔

لیکن النجم (جو بقول اڈیٹر وطن اس فساد کا ایک رکن ہے) کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا کہ بہ استثنای وکیل و البشیر سب ہی اس فیصلہ کی مدح و ثنا خوان ہین چنانچہ لکھتا ہے۔

"اخبار ونکے اڈیٹرون نے جہانتک اس فیصلہ کے متعلق رای ظاہر کی ہے اسکو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ سوای دو چار کے سبنے بیجا خوشامد سے کام لیا ہے حالانکہ سب جانتے ہین کہ عادل گورنمنٹ بیجا خوشامد کو نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ مگر جن لوگونکے طبایع حق پوش واقع ہوئی ہین وہ خلقتاً مجبور ہین جنلوگون نے آزادی سے اظہار رای کیا ہے انمین سے ہم عصر معزز البشیر اور وکیل بھی ہین اول الذکر نے اس فیصلہ کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے "یہ فیصلہ گو اصولاً قابل اعتراض تہا" اور آخر الذکر نے لکھا ہے کہ "اس فیصلہ سے سینیونکی رنجیدگی لازمی بات تھی" ملخصاً ہم اصفر

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اڈیٹر النجم کے ہمخیال دو ہی آدمی ہین۔ وکیل۔ و البشیر ورنہ بقول انکے سب خوشامدی ہین۔ خواہ وطن ہو۔ یا شحنہ ہند یا اہلحدیث یا کرزن گزٹ

سچ پوچھئے تو یہ سارا فساد انہین اخبار نویسونکی بدولت پھیل رہا ہے کیونکہ النجم تو قوم مین کوئی

وقعت نہین رکہتا ہو مگر وکیل و بشیر کی ہمراہی سے اب ہر شخص و معلوم ہو گیا یہ سارا فساد انہین کا ہے

جو سب سے زیادہ صلح کل کے مدعی ہین اور درحقیقت یہی لوگ سب سے زیادہ خطرناک ہین گورنمنٹ کو مناسب ہے

کتاب نور ایمان

مومنین دیار و امصار کو مژدہ ہو کہ کتاب لاجواب نور ایمان مصنفہ خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب دبیکل گیا تیسری مرتبہ چھپکر ہاتھون ہاتھ جا رہی ہے۔ یہ کتاب مستطاب کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہین جسکے محاسن اور خوبیونکا شہرہ دانگ عالم مین پہیلا ہوا ہے۔

طبع سوم مین اوربھی بہت سے مفید و گرانقدر مضامین اضافہ کئے گئے ہین۔ دلائل ساطعہ و براہین قاطع سے عقائد باطلہ کی بے فروغ حکایت کو ایسا باطل و غلط ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کے معاینہ کے بعد کوئی شخص اس فسانہ کو زبان پر نہ لائیگا علی ہذا القیاس آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانونکا دعوی ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کی ابتدا خواہ صحیح ہو یا غلط نتیجہ اسکا اسلام کے حق مین اچھا نکلا۔ اس خیال باطل کی مصنف علام نے آیات قرآنی و احادیث نبوی سے تردید کرکے ثابت کیا ہے کہ نتیجہ خلافت ہے حقیقتاً اسلام کا بیخ کن نکلا۔

غرضکہ یہ کتاب بڑا ہی انتہا تک قابل ملاحظہ ہے باوجودیکہ تیسری آڈیشن مین اسکا حجم بہت بڑہ گیا ہے مگر بہری افادہ مومنین بالمکین کیلئے اسکی قیمت بہت کم یعنی عصر رکہی گئی ہے۔ شائقین مذہب حقہ کے متلاشی جلد طلب فرماوین کیونکہ بہت کم کتابین باقی رہگئی ہین

آثار حیدری یہ بے بہا قابل قدر کتاب للہ جو امامیہ سلسلہ کے گیارہوین امام حجت اللہ راسخ العلم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ ہے جو بکمال محنت و جانفشانی فیض عام کیلئے سلیس اردو مین مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ احقاق حق کے سوا کافہ انام کو علم قرآن حاصل ہو کر درجہ استکمال دین ملسکے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ لکہائی چہپائی عمدہ قیمت عام فائدہ و تشویق دین کے لحاظ سے بہت کم یعنی صرف عہ

زاد العقبی حضرت سید علی ہمدانی کی بے بہا تصانیف و تالیف مین سب سے زیادہ مشہور کتاب معروف مودۃ القربی کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت عربی کے قیمت صرف ۸ر

کتاب اعجاز المسیح پر ریویو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیحیت کا دعوی کرکے ایک کتاب لکہی جسکی عبارت کو وہ معجزہ سمجھتے ہین اسپر ایک شیعہ ممتاز الافاضل نے ریویو لکہکر بتا دیا کہ جسکو صرف و نحو کے قاعدے معلوم نہون وہ نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اُسکی کتاب معجزہ کیونکر بن سکتی ہے۔ قیمت ۲ر

رسالہ عید غدیر جسمین خدا کا حکم غدیر پر حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ تمامی حالات حضرات اہل سنت کی معتبر کتب سے مفصل درج ہوئے ہین نیز اسمین **خطبہ غدیریہ** اور **اعمال غدیریہ** بھی ہین قیمت صرف ۴ر

التطہیر جسمین بنہایت شرح و بسط کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی نہین مصنف نے بڑی محنت سے علاوہ فریقین کی کتب کے دیگر مشہور انگریزی تصنیفات سے حوالہ جات دئے ہین جو قابل دید ہین۔ قیمت ۴ر

تمام درخواستین

بنام **سید مہدی حسنین** ترمذی مالک و مہتمم **امامیہ کتب خانہ** لاہور آنی چاہئین

کہ جس طرح بنگالی اخبار مفسدہ پردازونکا پریس ضبط کرتی ہی اور سزاے معقول دیتی ہی انلوگونپر بھی نظر سیاست ڈالے کیونکہ انکا دل ہمہ تن سلطان ترکی کی طرف مائل ہی اور حکومت انگریزی انکو ذرہ برابر بھی پسند نہین آتی۔

چھپرہ کا تابوت ۔ الحمد للہ کہ امسال بڑی کامیابی سے اوٹھایا گیا۔ مولوی حشمت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر جنھون نے سالگذشتہ روکدیا تھا وہ بھی جلوس مین تھے اور جناب مولوی ذاکر حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ اول بھی جو خود شیعہ ہین مجلم صاحب کلکٹر بہادر دونو ڈپٹی کلکٹر اس تابوت کے ساتھ تھے۔ مولوی حشمت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر گو سنی ہین اور سنی بھی متعصب جنھون نے سالگذشتہ تابوت کی ممانعت کی تھی۔ اور صاحب کلکٹر بہادر نے بحکم خاص تابوت کو اوٹھوایا اور مولوی حشمت حسین صاحب کے نسبت لکھا کہ چونکہ خود سنی ہین لہذا اونکو فیصلہ کا حق نہ تھا مگر پا انہمہ ہم تعریف کرتے ہین کہ مولوی حشمت حسین صاحب بروز اربعین خود مجلس امام مظلوم مین شریک ہوے اور خلوص دل سے گریہ وزاری کرتے تھے زیارت مین بھی ساتھ رہے۔ اور جناب میر کاظم حسین صاحب کے امام باڑہ سے تا کربلا تپلیا تابوت کیساتھ رہے کربلا مین جاکر زیارت پڑھی۔ فاتحہ دیا طواف کیا۔ اور وقت معاودت بھی ساتھ رہے انہین کی ٹمٹم سے لائے۔ آخر مسلمان ہین پھر کیونکر ممکن تھا امام مظلوم کا غم اونکے دل پر نہ اثر ڈالے تعصب مذہبی اور چیز ہی جس سے انسان ناکردنی امور کر گذرتا ہے۔ مگر جب کچھ سمجھتا ہی تو بہ خوف خدا ظاہر رہتا ہے اور امام مظلوم کا تو وہ غم ہے جو مسلمان تو مسلمان ہندوون اور عیسائیونکو بھی ہمدردی پر مجبور کرتا ہے

محمدن مورخہ مارچ جو ایک انگریزی اخبار مدراس سے شایع ہوتا ہی اور اوسکا اڈیٹر اوسکا متعصب بلکہ ناصبی ہے جو ارسیثر آباد متضافات سکندر آباد علاقہ حیدر آباد دکن کے آگ پر ماتم کرنیکا واقعہ بروز اربعین شایع کرتا ہے جس سے تمام فلسفہ دان سائنس والے علیگڈہ کالج کے حیران ہین۔

ایک دوسرا طالب العلم سنی بھی علیگڈہ کا چشم دید واقعہ انگریزی مین لکھتا ہے جسکا ترجمہ ہم آیندہ نمبر مین شایع کرینگے اس قسم کے صدہا بلکہ ہزارہا واقعات ہین جو دلونکو ہلا رہے ہین۔ اور اسلام کی حقانیت و روحانیت کا جلوہ دکھا رہے ہین مگر افسوس مسلمانونکے دل کچھ ایسے سخت ہو رہے ہین کہ بجاے تاثر اور بھی قساوت کو ترقی ہو رہی ہے۔ مگر آخر تا بکے حق ظاہر ہو کر رہیگا۔

عید غدیر ۔ امسال علیگڈہ کالج مین منائی گئی جو بالکل ایک نئی بات ہی۔ علیگڈہ کالج اور عید غدیر ہز ہائنس ۔ نواب رامپور دام اقبالہ کا یہ فقرہ جو علیگڈہ کالج مین بوقت تشریف آوری ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر۔ آپنے ایک مبسوط تقریر مین فرمایا آب زر سے لکھنے کے لائق ہے وہ اس کالج کے نامور بانی سے جب سوال کیا گیا تھا کہ مخصوص **علیگڈہ** مین یہ کالج کیون بنایا تو وہ بلحاظ اس شہر کے نام کے حضرت رسول خدا کی حدیث پیش کرکے جواب نہین دے سکتے تھے کہ **انا مدینۃ العلم و علی بابہا** ۔ مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکے دروازے ہین۔ وطن ۔ سچ ہے کلام الملوک ملوک الکلام

۸ محرم علیگڈہ مین یہ بھی انقلاب روزگار سے ہے کہ ایک طرف اتحاد و اتفاق کی ہر طرف پکار ہے